حیازۃ الانباءِ فی جنازۃ الانبیاءِ علیہم السلام

عنایت اللہ اثری

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No: 09145 6
★ MAILSI ★

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

Masood Faisal Jhandir Library

تحفہ از
جناب علامہ مظہر عباسی

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اللہ پاک اور اس کے فرشتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات بیان کرتے ہیں اور اپنے حبیب پر نقائص سے پاک صاف بیان کرتے ہیں اے مسلمانو تم بھی اس کے کمالات بیان کیا کرو اور اسے عیوب نقائص سے پاک صفات بیان کیا کرو

حیازۃ الانباء

(فی)

جنازۃ الانبیاء

علیہم الصلوٰۃ والسلام

خاکسار عنایت اللہ اثری دار الحدیث خطیب
جامع اہلحدیث اندرون شاہدولہ گیٹ گجرات

(شائع کردہ)
شیخ غلام رسول صاحب پال مالک پاک بک سٹور مسلم بازار گجرات

ملنے کا پتہ:- جامع اہلحدیث جناح سٹریٹ۔ گجرات

جنوری سنہ ۶۹ء — عہ — ذی قعدہ سنہ ۸۸ھ

تعارف

اس میں اہل تسنن اور اہل تشیع کی کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ چار تکبیروں سے پڑھایا تھا۔ اور گذشتہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ بھی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اسی طرح۔ تغسیل و تکفین و تدفین ہر سہ امور بھی ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور مسلمانوں میں ان امور کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے۔ (اثری)

فہرست کتب

حصول تیسیر البیان (علی) اصول تفسیر القرآن، اس میں قرآن مجید کی تفسیر کے پندرہ اصول بیان کیے گئے ہیں ہر ایک اصل میں دلائل کے علاوہ سوال وجواب اور مثالوں کی صورت میں مضمون کو خوب واضح کیا گیا ہے صفحات ۲۱۲ قیمت ۶/

آیات للسائلین: سورہ فاتحہ سے ناس تک منزل من اللہ کی تفسیر ہے جو کہ فصیح بلیغ عربی میں شائع ہوئی ہے جس میں ہر ایک مقامی آیت پر جملہ آیتوں کو بطور تفسیر و استشہاد جمع کر دیا گیا ہے۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے تفسیری جملے بھی دیگر آیتوں کے ٹکڑے ہیں جن کو غیر قرآنی عربی پر ترجیح دی گئی ہے اور حواشی میں بھی یہی طریق اختیار کیا گیا ہے ــــ اسی وجہ سے یہ تفسیر باوجود عربی ہونے کے آسان ہے گویا قرآن ہی قرآن ہے اور حل مطالب اور ازالہ شکوک کا احسن طریقہ کیا گیا ہے تقطیع ۱۸×۲۲ صفحات ۳۰۰ دوبارہ مفید اضافوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ کتابت طباعت کاغذ عمدہ صہ

البیان المختار نبیا فی ابناء الرسل بالاخبار۔ اس میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان قصوں کی ترتیب وقائع پوری پوری تفسیر ہے جن کا قرآن مجید میں مختصر بیان آیا ہے۔

تعلیم الاسماء اور تفہیم الشرائع

علم آدم الاسمآء کلھا (بقرہ) کی نبوی تفسیر صحیح بخاری صحیح مسلم میں یوں مروی ہے کہ علمک اسمآء کل شئی یعنی مما یحتاج الیہ فی امر الدین بالوحی و مما یحتاج الیہ من امر الدنیا بالطبع اللہ پاک نے سب سے پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے الہام وکلام سے مشرف فرمایا۔ جس کی امور دین میں ضرورت تھی اور اس کی فطرت اور جبلت میں ڈالکر اسے دنیوی امور کی طرف بھی توجہ دلائی۔ پھر اس کے بعد فطری سلسلہ اس کی اولاد میں چھوڑا اور وحی کا سلسلہ اس کے لائق بیٹوں میں چھوڑا جیسے کہ ارشادات الٰہیہ یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون (اعراف) فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون (بقرہ) فاما یاتینکم منی ھدی فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی (طہ) میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط سے اس کے لائق بیٹوں کو مخاطب فرمایا گیا۔ کہ میں آئندہ تم میں ہدایت و رشد کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔

درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مندہ ابن عساکر ابن مردویہ زوائد مسند امام احمد اور صفات بیہقی۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے عہد الٰہی و میثاق ربانی کی تفسیر میں مروی ہے۔ کہ انی سارسل الیکم رسلی یذکرونکم عھدی و میثاقی وانزل علیکم کتبی الحدیث اللہ پاک نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط سے اس کے لائق بیٹوں سے وعدہ فرمایا کہ میں اپنے رسولوں کو (علیہم الصلوٰۃ والسلام) تمہاری طرف روانہ کرونگا۔ اور اپنی کتابوں کو بھی ان پر نازل کرونگا اور شرعیات سے آگاہ کرتا رہونگا۔

درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید حکیم ترمذی ابن حبان ابن عساکر ابن مردویہ ابن ابی حاتم مسند امام احمد تاریخ بخاری طبرانی مستدرک اجری بزار صفات احمد

شعب بیہقی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اس دورہ الٰہیہ کی ایفار میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلا آدم ہے۔ کہ اس پر اللہ پاک کا الہام و کلام نازل ہوا اور سب سے پچھلا میں ہوں۔ کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے (صلی اللہ علیہم اجمعین وسلم)

تفسیر نیساپوری میں بحوالہ کشاف زمخشری بیان کیا ہے کہ روی انہ سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم انزل اللہ من کتاب قال مائۃ واربعۃ کتب منہا علی آدم عشر صحف وعلی شیث خمسون صحیفۃ وعلی اخنوخ وھو ادریس ثلاثون صحیفۃ وعلی ابراھیم عشر صحائف والتوراۃ والانجیل والزبور والفرقان۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک صد چار کتابیں اللہ پاک کی طرف سے نازل ہوئیں۔ دس صحیفے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے اور پچاس شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے اور تیس ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اترے اور دس ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے اور چار دُبل کتابیں توراۃ زبور انجیل قرآن نازل ہوئیں۔

اور مواہب الرحمان میں امام فخر الدین رازیؒ سے یوں منقول ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دس صحیفے نازل ہوئے اور شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پچاس صحیفے اترے اور تیس ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اترے اور توراۃ زبور انجیل قرآن چار دمغل کتابیں نازل ہوئیں۔

درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید ابن مردویہ ابن عساکر ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ مائۃ کتاب واربعۃ کتب انزل علی شیث خمسین صحیفۃ وعلی ادریس ثلاثین صحیفۃ وعلی ابراھیم عشر صحائف وعلی موسیٰ قبل التوراۃ عشر صحائف وانزل التوراۃ والانجیل والزبور والفرقان الحدیث اور سنن کبریٰ بیہقی جلد ۹ ص ۱۸۰ میں حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ انزل اللہ مائۃ کتب واربعۃ کتب من السماء اللہ پاک نے ایک صد چار کتابوں کو نازل فرمایا ہے۔

درمنثور میں بحوالہ شعب بیہقی حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ کہ ایک صد چار کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ جن کے علوم توراۃ زبور انجیل قرآن میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ پھر انہیں قرآن مجید کی مفصل سورتوں میں جمع کر دیا گیا ہے۔ پھر انہیں سورہ فاتحہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس میں تمام الٰہی کتابوں کو نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔

اور بحوالہ فضائل ابوعلیہ حسن بصریؒ سے مرسلاً نبوی ارشاد مروی ہے۔ کہ جسے سورہ فاتحہ کا علم حاصل ہو چکا ہے اسے گویا تمام الٰہی کتابوں کا علم حاصل ہے۔

درمنثور میں بحوالہ مسند امام احمد ابن نصر ابن جریر ابن ابی حاتم طبرانی شعب بیہقی (و اسماء بیہقی) ترغیب اصبہانی واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اول رمضان المبارک میں صحیفے اترے تھے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توراۃ چھ رمضان میں نازل ہوئی تھی۔ اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اٹھارہ رمضان میں زبور نازل ہوئی تھی۔ اور عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تیرہ رمضان میں انجیل نازل ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چوبیس رمضان میں قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ واخرجہ مسند ابو یعلی وابن مردویہ عن جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ موقوفاً وانہ لفی زبر الاولین (شعراء) ام لم ینبأ بما فی صحف موسیٰ وابراھیم الذی وفی (نجم) ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسیٰ (اعلیٰ) شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا و ابراھیم وموسیٰ وعیسےٰ ان اقیموا الدین (شوریٰ) انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسےٰ وایوب ویونس وھارون وسلیمان واتینا داؤد زبورا (نساء) اولم تاتہم بینۃ ما فی الصحف الاولیٰ (طٰہٰ) ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک (حم سجدہ) ھذا نذیر من النذر الاولیٰ (نجم) ایات کریمات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ الہام نبوت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے شروع ہو کر محمد[25] صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔

انعام و مریم میں آدم[1] نوح[2] ابراہیم[3] اسحاق[4] اسماعیل[5] یعقوب[6] لوط[7] یوسف[8] موسیٰ[9] ہارون[10] الیسع[11] داؤد[12] سلیمان[13] ذالکفل[14] ایوب[15] یونس[16] الیاس[17] ادریس[18] زکریا[19] یحییٰ[20] عیسیٰ[21] علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرما کر فرمایا کہ انہیں ہم نے نبوت سے نوازا تھا۔ اور کتاب و حکمت سے سرفراز کیا تھا اور وہ اللہ پاک کی آیات پڑھتے پڑھاتے اور عمل کرتے اور کراتے تھے۔

اور دیگر سورتوں میں ہود[22] صالح[23] شعیب[24] علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرما کر ان کے مواعظ حسنہ اور اعمال صالحہ کا ذکر فرمایا ہے۔

مواہب الرحمان میں سراج سے یوں نام شمار فرماتے ہیں۔ کہ
آدم[1] ادریس[2] نوح[3] ہود[4] صالح[5] ابراہیم[6] اسماعیل[7] اسحاق[8] یعقوب[9] یوسف[10] لوط[11] موسیٰ[12] ہارون[13] شعیب[14] زکریا[15] یحییٰ[16] عیسیٰ[17] داؤد[18] سلیمان[19] الیاس[20] الیسع[21] ذوالکفل[22] ایوب[23] یونس[24] محمد[25] صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین“

قرآن مجید میں ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں کی ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں بلکہ تین جگہ تصریح ہے سیوطیؒ کی پیش کردہ روایت میں موسوی تقسیم کو لیا ہے اور زمخشری اور رازی کی پیش کردہ روایت میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقسیم میں لیا ہے مگر اس روایت کا مخرج معلوم نہیں اور اس پہ مدار بھی نہیں مدار تو اس پہ ہے کہ بقرہ اعراف طٰہٰ ہر سہ سورتوں میں مذکورہ آیات کا نزول آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ ہوا ہے جیسے کہ ان سے صاف طور پہ ظاہر ہے۔

اور جو حدیث نبوی میں درج کرایا ہوں اس میں یہ بھی ہے۔ کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب نبوت اور صاحب الہام و کلام ہے نبی مکلم الحدیث۔ علاوہ اس کے نبوی حدیثوں میں ہے۔ کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حج کیا اور سات چکر لگا کر بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام (ابراہیم) کے پاس دو رکعت نماز ادا کی اور وہ دعا پڑھی جسے آج تک حجاج پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ اور

اور جمروں کو کنکر بھی مارے اور آج تک حجاج انہیں کنکر مارتے چلے آرہے ہے

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ ان الناس کانوا علی ملۃ آدم حتی عبدوا الاصنام فبعث اللہ الیہم نوحاً علیہ السلام فکان اول رسول بعثہ اللہ الی اھل الارض

سید امیر علی صاحب نے مواھب الرحمان میں فرمایا ہے کہ "لوگ سب آدم علیہ السلام کی ملت پر تھے یہاں تک کہ انہوں نے بت پرستیاں کرنی شروع کیں پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا پس نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل زمین کی طرف بھیجا تھا۔

نواب صاحب نے ترجمان میں فرمایا ہے کہ "لوگ ایک ملت آدم پر تھے یہاں تک کہ بت پرستی ہونے لگی تب اللہ نے نوح علیہ السلام کو نبی کیا۔ یہ اول رسول ہیں جو طرف اہل ارض کے مبعوث ہوئے"

شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا۔ کہ "حضرت آدم اور اولاد ان کی اول سب ایک دین پر تھے" نیز فرمایا کہ "خدا تعالیٰ نے کتنے نبی اور کتابیں بھیجیں پر اس واسطے نہیں کہ امت کو جدی راہ بتاوے۔ بلکہ سب پیغمبروں کی امت کو ایک ہی راہ فرمائی"

مولانا عثمانی صاحب نے محمودی ترجمہ پر حاشیہ دیا ہے کہ "حضرت آدم کے وقت سے ایک ہی سچا دین رہا"

مولانا تھانوی صاحب نے فرمایا۔ کہ اول دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام مع اپنی بی بی کے تشریف لائے اور جو اولاد ہوتی گئی۔ ان کو دین حق کی تعلیم فرماتے رہے اور وہ ان کی تعلیم پر عمل کرتے رہے ایک مدت اسی حالت میں گزر گئی"

مولوی نعیم الدین صاحب نے رضائی ترجمہ پر حاشیہ دیا ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے"۔

میاں بشیر الدین صاحب احمدی } نے اپنی تفسیر صغیر میں فرمایا ہے۔ کہ "اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آدمؑ کے وقت سے بنی نوع انسان ایک مذہب پر تھے۔

مولوی محمد علی صاحب احمدی } نے آپ نے ترجمہ میں فرمایا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ نے سلسلہ رشد و ہدایت کا جو انبیاء کے ذریعہ قائم ہوتا ہے آدم کے ساتھ ہی شروع ہونا صاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے"۔ جب دین اسلام آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا اس میں سب کچھ تھا۔ تو کیا جنازہ نہیں تھا ضرور تھا۔

الحاصل کہ آدم اوّل الانبیاء سے محمد آخر الانبیاء تک سب کا دین ایک تھا (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور وہ اسلام تھا اور بس جیسے کہ آیات ذیل سے ظاہر ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران) ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ) ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران)، اور کہ ہم لوگ اہل اسلام اور مسلم ہیں ھو سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا (حج)، صرف زمانوں مکانوں اور حسب ضرورت اجتہادوں کا فرق ہے۔ دراصل کوئی فرق نہیں۔ قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (بقرہ) ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین (آل عمران)

درمنثور میں بحوالہ ابن عساکر وغیرہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ مسند امام احمد اور ترمذی اور مستدرک حاکم میں مرفوعاً مروی ہے۔ آدم اور حوا رضی اللہ علیہ وسلم

رضی عنہ کے جیتے جی ایک بیٹا فوت ہو گئے۔ امام ترمذی نے سند حسن اور امام حاکم نے صحیح بتایا ہے اور امام ذہبی نے اس کی تصدیق فرمائی ہے اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس پر کچھ زیادتی کی ہے جسے ہم نے انہیں مختصر بیان کر دیا ہے۔

پس تو کوئی ایک آپ کی زندگی میں فوت ہوئے ہوں گے اور ان کو شریعت اسلام کے مطابق تجہیز و تکفین فرما، جنازہ پڑھ کر دفن کیا ہوگا اور کوئی ایک آپ کی وفات تک زندہ رہے ہوں گے۔ اور انہوں نے آپ کی تجہیز و تکفین اور جنازہ پڑھ کر دفن کیا ہوگا۔

سوال } قرآن مجید میں حوا رضی اللہ عنہا کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ فرمایا گیا ہے۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ (بقرہ) یا آدم ان ہذا عدو لک ولزوجک (طٰہٰ) اور یہ ازدواجی رشتہ نکاح کے بعد پیدا ہوتی تھی۔ یہ شادی شریعت کے مطابق کیسے ہوئی۔ گواہ کون تھا۔ نکاح خواں کون تھا جس نے خطبہ نکاح پڑھا اور ایجاب قبول کرایا اور مہر کیا تھا۔ اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا اور یوں ہی ان دونوں نے باہم ملاپ کر لیا تھا۔ تو شریعت کہاں تھی۔

جواب } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت بھی ازواج کا لفظ وارد ہوا ہے یا ایہا النبی قل لازواجک (احزاب) لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج (احزاب) وازواجہ امہاتہم (احزاب) ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا (احزاب) مگر کیفیت نکاح صرف ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آیا ہے۔ دیگر کسی عورت کا نہیں بلکہ زینب رضی اللہ عنہا کی بابت عام خیال ہے۔ کہ نہ تو نکاح ہوا اور نہ

ف اور یہ جو مشہور ہے کہ ایک آدم زادہ نے اپنے بھائی کو مارا اور پھر اس کی لاش کو لئے پھرا رہا لیکن دفن معلوم نہیں تو کیسے دفن ہوئے مرفوعاً ثابت نہیں۔ [illegible] کوا دفن کرتا تو اسے دیکھ کر سیکھ لیا تھا۔ تو یہ تمام اسرائیلی [illegible] (اثری)

کوئی مہر مقرر ہوا اور نہ کوئی گواہی ٹھہرائی گئی۔ بس یوں ہی آپ نے اس سے میل ملاپ کر لیا تھا۔ اور حوا رضی اللہ عنہا کی بابت ان لوگوں کا ایسا ہی خیال ہے مگر یہ غلط ہے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت دیگر انسان جس کسی طرح پیدا شدہ تھے۔ جیسے کہ آپ دوسرے ان کی طرف نبی ہو کر مبعوث ہوئے تھے۔ ایک دوسرے کی ضرورت سے نکاح بھی ہوتے اور مہر بھی مقرر ہوتے اور ایجاب قبول بھی ہوتے۔ جیسے کہ ہم آج سے چالیس سال پیشتر آیات السائلین میں شائع کر چکے ہوئے ہیں۔ اور اس بیان اختصار میں بھی شرح کر دیا گیا ہے۔

سوال درمنثور میں بحوالہ مسند فردوس علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حق پاک نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے آدم! میں نے حوا امتی [illegible] میں نے تیرا حوا رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نکاح اللہ پاک نے خود پڑھا تھا۔ کسی دوسرے انسان کی ضرورت نہیں پڑی۔

جواب یہ روایت قطعی بے اصل ہے جیسے کہ اس کتاب میں بتایا ہے پھر اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ شریعت کے مطابق تزویج کی ضرورت نہیں۔

یہی خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت وارد ہوا ہے۔ زوجناکہا [illegible] لیکن نکاح پھر بھی ہوا جیسے کہ صحیح مسلم میں ہے ولیمہ بھی ہوا اور شہادت بھی ٹھہرائی گئی اور مہر بھی مقرر ہوا ہے کہ سیرت ابن ہشام میں

اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بابت سنن ابن ماجہ میں مرفوع مروی ہے۔ کہ ان اللہ زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیۃ علی مثل صحبتہا یعنی اللہ پاک نے ام کلثوم سے نکاح کر دیا ہے۔ تو کیا اس کے بعد اس کا شرعی نکاح نہیں ہوا تھا۔ ضرور ہوا ہے۔ یہ لفظ ہمارے منافی نہیں۔

صحیح مسلم میں ہے زینب [illegible] فیقول [illegible]

واسوئی و زوجہا داستغفر لک الخیل والابل واذ رک ترکش متر بعہ لمویث
قیامت کے دن نشر پاک ہر ایک مسلم سے نہیں بلکہ ہر ایک انسان سے فرمائیگا
کہ میں نے تیرا نکاح کر دیا تھا۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ان سب لوگوں کے
باقاعدہ نکاح نہیں ہوئے تھے ضرور ہوئے۔

درمنثور میں بحوالہ ابن عدی ابن عساکر سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
مروی ہے کہ وجعل ذالک لآدم وحواء فلا ینبغی لاحد ان یتزوج الا بصداق
پیاندی ہونے کی صورت میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حوا رضی اللہ عنہا کا
مہر زواء فرمایا تھا لہذا بلا مہر نکاح ٹھیک نہیں

اس روایت میں باقاعدہ نکاح اور مہر کی تصریح ہے جیسے ابتدا سے
سلام نے بھی چھپا یا ہے۔ درمنثور میں بحوالہ ابو داؤد طیالسی مسند امام احمد ابو بکر
ابو یعلیٰ ابن سعد ابن ابی حاتم طبرانی بیہقی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً مروی ہے کہ انسانی نسیان کی وجہ سے ضروری امور کو شہادت کے ساتھ
حافظہ تحریر میں لانا بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔

یہ روایت مستدرک حاکم جلد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی
مروی ہے۔ امام حاکم اسے صحیح بتایا ہے اور امام ذہبی نے اس کی تصدیق فرمائی،
حافظ ابن کثیر نے حارث اور ابو داؤد اور خثیمہ اور تمام چار طریقوں سے
بحوالہ مستدرک اسے بیان فرمایا ہے مگر مجھے کو دستیاب ہوا ہے اور وہ بھی
ہشام بن سعد ہے تمام بن سعد نہیں

جنازہ اہل اسلام

آیۂ کریمہ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ (توبہ)
تفسیر اکلیل میں ہے کہ فیہ تحریم الصلوٰۃ علی الکافر والوقوف علی
قبرہ وان دفنہ جائز و مفہومہ وجوب الصلوٰۃ علی المسلم ودفنہ
بمشروعیۃ الوقوف علی قبرہ والدعاء لہ والاستغفار۔ اس آیت کریمہ سے

اخرجہ ابن سعد و ابن منیع [illegible] ابن ابی شیبہ [illegible] وجاؤا
معہم بکفنہ [illegible] وجعلوا [illegible]
وصلوا علیہ [illegible] جب کوئی مسلمان فوت
ہوجاتا تھا تو ہر شخص [illegible] اس کی بات [illegible] ہوجاتی تھی
نماز میں [illegible] اور [illegible] پڑھتے ہیں اور اسے
دفن کرتے [illegible] دفن کیا جاتا
تھے، باقی سب مسلمانوں کے لئے [illegible] یہ بات [illegible] قیامت
تک مشروع کر دی گئی ہے چنانچہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم جب فوت ہوا تو [illegible] کفن پہنایا گیا اور
ایک امام ہو کر [illegible]
ہوئے اور نماز جنازہ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام اس کا فرق [illegible]
امامت کی [illegible] فوت ہونا بھی
طرح کرنا ہوگا۔

(۲) در منثور میں بحوالہ ابن ابی شیبہ ابن منذر [illegible] تاریخ بخاری
عبد بن حمید [illegible] شعب بیہقی [illegible] ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اور
ابن حبان ابن ابی حاتم ابن منذر [illegible] ابو امامہ
رضی اللہ عنہ سے [illegible] علیہ الصلوٰۃ
والسلام [illegible]
رجلا قال یا رسول اللہ [illegible]

ل اس [illegible]
[illegible] (ح)

نے فرمایا ہے کہ ان آدم کان نبیاً و بالضرورۃ تعلم انہ کان علی شریعۃ من العبادۃ وان اولادہ اخذوا ذالک عنہ۔ آدم علیہ الصلوۃ والسلام صاحب شریعت نبی تھا۔ اس نے اپنی اولاد وغیرہم کو سب کچھ سکھا دیا تھا۔

(۳) درمنثور میں بحوالہ طبقات ابن سعد حاکم ابن مردویہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ فقبضوا روحہ ثم غسلوہ وحنطوہ وکفنوہ ثم صلوا علیہ ثم حفروا لہ ودفنوہ ثم قالوا یا بنی آدم ھذہ سنتکم فی موتاکم فکذاک فافعلوا الحدیث

(۴) اور بحوالہ ابن عساکر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ فولیہ جبرئیل فجاء بکفن وحنوط و سدر ثم قال یا بنی آدم اترون ما نصنع بابیکم فاصنعوہ بموتاکم فغسلوہ وکفنوہ وحنطوہ ثم حملوہ (فجعلوہ علی السریر وجعلوا وجھہ) الی الکعبۃ فکبر علیہ اربعاً ووضعوہ مما یلی القبلۃ عند القبور ودفنوہ فی مسجد الخیف۔

(۵) اور بحوالہ حلیہ ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بجنازۃٍ فصلی علیہ وکبر اربعاً وقال کبرت الملائکۃ علی آدم اربع تکبیرات

(۶) مستدرک حاکم جلد اول میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فقبضوا روحہ ثم غسلوہ وحنطوہ وکفنوہ ثم صلوا علیہ ثم حفروا لہ ثم دفنوہ ثم قالوا بنی آدم ھذہ سنتکم فی موتاکم فکذلک فافعلوا

(۷) اور اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ فقبضوا نفسہ وغسلوہ بالماء والسدر ثلاثاً وکفنوہ وصلوا علیہ ودفنوہ ثم قالوا ھذہ سنۃ بنیک من بعدک

(۸) سنن دارقطنی جلد اول میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ صلی جبرئیل علیہ السلام علی آدم علیہ السلام وکبر علیہ اربعاً صلی جبرئیل

بالماء وترا ودفن فی ضریح اللحد واخذ من قبل القبلة والحد له وسنم قبره۔

(۹) در منثور میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الملائکة صلت علی آدم فکبرت علیه اربعا وقالت هذه سنتکم یا بنی آدم وعزاه الی ... شیث ... غسل آدم ... بالماء وترا فقالت الملائکة هذه سنة ولد آدم من بعده عزاه الی ابن عساکر۔

(۱۰) در منثور میں بحوالہ ابن عساکر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ الحد لآدم وغسل بالماء وترا فقالت الملائکة هذه سنة ولد آدم من بعده

(۱۱) مستدرک حاکم جلد [illegible] میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ لما توفی آدم غسلته الملائکة بالماء وترا والحدوا له وقالت هذه سنة آدم فی ولده قال الحاکم صحیح واعترف به الذهبی۔

(۱۲) کنز العمال جلد [illegible] میں بحوالہ طبرانی روایت ابن عساکر ... سعید بن منصور زیادات عبد اللہ فی مسند ... سنن ... بیہقی جلد [illegible] میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور کنز العمال میں بحوالہ ابی سعید بن منصور حسن سے مرسلاً مروی ہے کہ فقبضوه وغسلوه وهم ینظرون وکفنوه وهم ینظرون وحنطوه وهم ینظرون وصلوا علیه ثم حفروا له ودفنوه ثم قاموا علیهم فقالوا یا بنی آدم هذه سنتکم فی موتاکم هذا سبیلکم۔

(۱۳) سنن کبری بیہقی جلد [illegible] میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ صلت الملائکة علی آدم فکبرت علیه اربعا وقالت هذه سنتکم یا بنی آدم

(۱۴) کنوز مناوی میں بحوالہ مسند الفردوس مرفوعاً مروی ہے کہ ...

لہ ھو عباد بن [illegible] صاحب المسند [illegible]

علی آدم اربعا علیہ الخ

(۱۵) سنن بیہقی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ
فقد غسلوا وجہہ وہم ینظرون وکفنوہ وحنطوہ وہم ینظرون وصلوا علیہ
وہم ینظرون ثم قالوا یا بنی آدم ہذہ سنتکم فی موتاکم۔

(۱۶) مسند امام احمد میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے
کہ ان آدم علیہ السلام قبضتہ الملائکۃ وغسلوہ وکفنوہ وحنطوہ وحفروا لہ
والحدوا لہ وصلوا علیہ ثم دخلوا قبرہ فوضعوہ فی قبرہ ووضعوا علیہ اللبن
ثم خرجوا من القبر ثم حثوا علیہ التراب ثم قالوا یا بنی آدم ہذہ سنتکم

(۱۷) مسند ابو داؤد طیالسی میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی
ہے کہ فغسلوہ وہم ینظرون وغسلوہ وہم ینظرون وکفنوہ وہم ینظرون
وحنطوہ وہم ینظرون وصلوا علیہ ثم دفنوا علیہ فقالوا یا بنی آدم ہذہ
سنتکم فی موتاکم وہذا سبیلکم۔

(۱۸) تفسیر درّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۶ میں بحوالہ طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ فغسلہ جبرئیل علیہ السلام بغسلہ وکفنہ وحنطہ
وصلی علیہ ثم قال جبرئیل ہذا فاصنعوا بموتاکم

(۱۹) اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ان آدم
غسلتہ الملائکۃ بماء وسدر وکفنوہ والحدوا لہ ودفنوہ وقالوا ہذہ سنتکم
یا بنی آدم فی موتاکم وفی روایۃ لما توفی آدم غسلتہ الملائکۃ بالماء وترا والحدوا
لہ وقالت ہذہ سنۃ آدم وولدہ رواہ الطبرانی

(۲۰) اور انس سے موقوفاً بول کہ مروی ہے کہ فقبضوہ وغسلوہ وکفنوہ
وحنطوہ وحفروا لہ والحدوا لہ وصلوا علیہ ثم دخلوا قبرہ فوضعوہ فی قبرہ
ووضعوا علیہ اللبن ثم خرجوا من القبر ثم حثوا علیہ ثم قالوا یا بنی آدم ہذہ سنتکم
رواہ عبد اللہ بن احمد ورجالہ رجال الصحیح غیر عتی بن ضمرۃ وہو ثقۃ۔

(مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۹۹)

(۲۱) واقتصر بعض من هذه موقوفة ذكر تكبير الملائكة على آدم اربعا وكبر ابوبكر على النبي صلى الله عليه وسلم اربعا وكبر عمر على ابي بكر رضي الله عنه اربعا وكبر صهيب على عمر اربعا وكبر الحسن بن علي على علي اربعا وكبر الحسين بن علي على الحسن اربعا

خلاصہ ان سب روایات کا یہ ہے کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں وفات کے بعد پانی میں بیری کے پتوں کو ڈال کر انہیں غسل دیا گیا پھر انہیں کفن پہنایا گیا اور حنوط بھی لگایا گیا اور پھر ان سے نماز جنازہ پڑھا گیا اور زمین بغلی قبر کھود کر دفن کیا اور بغلی سے ... اور ... سے مٹی ڈال کر ... اور یہ تمام ... فرشتے ... ہوئے تھے۔

پھر ان سب کاموں سے فارغ ہو کر فرشتوں نے آپ کی اولاد کو بتایا فرمایا کہ قیامت تک تمہارے مردوں کی تجہیز و تکفین اور جنازہ اسی طرح پر ہوا کرے اور ہم نے انبیاء کے ... نماز جنازہ ... خارج نہیں فرمایا بلکہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام ہی سے جب ... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ بھی ... سے ... پڑھا جائے۔

فتح الباری ۱۴۲ ... ان ... وكذا ... على اهميت ... القيامة ... الى ... ان سب روایات ... سے ... اور جنازہ اور دفن ... سے ... آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر اب تک نہیں قیامت تک شروع رہا ... سے بیان کیے کرام

علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی گو خارج نہیں کیا گیا کہ سب سے پہلے نبی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن پر یہ سب کچھ ہوا ہے اور اس کی امتداد میں قیامت تک اسے مشروع قرار دیا ہے۔

ابن ماجہ دارمی سنن دارقطنی میں نیز مسند امام احمد وغیرہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ لو مت قبلی فغسلتک ولففتک ثم صلیت علیک ودفنتک الحدیث و رواہ ابن حبان والبیہقی۔ اگر تم مجھ سے پہلے مر گئیں تو میں تجھے نہلاؤں گا اور کفن میں لپیٹوں گا اور تیری جنازہ کی نماز پڑھوں گا اور تجھے دفن بھی کروں گا۔ یہ طریق کا شروع سے اب تک نہیں بلکہ قیامت تک مشروع ٹھہرایا گیا ہے۔

تائید اگرچہ یہ سب روایات ذکر موافق ہیں مگر ان کی تائید میں بخاری پارہ ... میں مرفوعاً مروی ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ پاک کی ہدایت کے مطابق فرشتوں کو السلام علیکم کہا تو انہوں نے السلام علیک ورحمۃ اللہ کہہ کر جواب دیا۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ تیرا اور تیری ذریت کا باہم تحیہ تحفہ ہے۔ جو کہ اس وقت سے آج تک نہیں بلکہ قیامت تک ممتد ہے۔

درمنثور میں بحوالہ سعید بن منصور ابن منذر ابن ابی حاتم ابن مردویہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور بحوالہ ابن جریر ابن عساکر بیہقی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور بحوالہ مستدرک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور بحوالہ ابن حبان انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھینک مار کر الحمد للہ کہا تھا تو اسے یرحمک اللہ کہہ کر جواب دیا گیا تھا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہے گا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنازہ شروع فرمایا۔ اسے نبی کریم ... مسلمانوں سے ثابت ہے۔ (۲) اس کا ثبوت کہ ان کے فوت آپ کا کوئی فرزند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ چار تکبیروں سے پڑھا [illegible]

[illegible] عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ چار تکبیروں سے پڑھایا تھا اور [illegible]

[illegible] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ چار تکبیروں سے پڑھایا تھا

[illegible] جنازہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] جنازہ چار تکبیروں سے پڑھایا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] چار تکبیروں سے پڑھایا تھا اور [illegible]

[illegible] کا جنازہ ابوبکر نے پڑھایا تھا رضی اللہ عنہما

سوال [illegible] التوفیق [illegible]

[illegible] ولم یؤذن بہا ابابکر [illegible]

[illegible] علی رضی اللہ عنہ نے [illegible]

[illegible] ابوبکر رضی اللہ عنہ کو [illegible] نہیں [illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible] کی شان کے مناسب نہیں۔

جواب [illegible] کو اطلاع نہیں دی [illegible]

عباس اور حسنین رضی اللہ عنہم۔ روایت میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ ورنہ اس کا ذکر ہے کہ انہیں اطلاع نہیں ہوئی۔ اور نہ یہ کہ اس نے جنازہ نہیں پڑھا۔ چنانچہ حافظ صاحب فتح الباری میں ایسا ہی فرمایا ہے لیس فی الخبر ما یدل علی ان ابا بکر لم یعلم بموتھا ولا صلی علیھا۔ اس روایت میں تو یہ صریح ہے۔ کہ وہ یکن بالعزلۃ ... الا انتھی۔ اس کا میرے نزدیک یہ مطلب ہے کہ وراثت کے مقدمہ کے دوران جو امور تلفظ بیعت کے خلاف ہوئے۔ ان کا تدارک تجدید بیعت سے کیا جائے ورنہ بس

جواب ۳ کیا اچھا تو کیا انہوں نے خود قبر کھودی تھی۔ اور اکیلے ہی جنازہ پڑھا تھا۔ اور اکیلے ہی اسے قبر میں اتار کر دفن کیا تھا۔

جواب ۴ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موت کا اخفاء اس کے درجہ عالیہ کی شان طور پر تنقیص ہے۔

جواب ۵ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ گھر والوں کو اپنی میت کی کون خبر دیتا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود اہل خانہ ہی نہیں اس لئے کیسے عمر و عثمان اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اطلاع کیسے ... سنن کبریٰ بیہقی ج۳ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت ہے کہ اسماء ذات ... ولغسل ابنۃ ... عن علی ... فاطمۃ ... رضی اللہ عنہا اور امام شافعی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ان فاطمۃ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوصت ان تغسلھا اذا ماتت ھی وعلی فغسلتھا ھی وعلی رضی اللہ عنہ۔ سنن دارقطنی میں ہے کہ ان فاطمۃ اوصت ان یغسلھا زوجھا علی واسماء فغسلاھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے اسماء ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اور میرا شوہر علی رضی اللہ عنہ غسل دیں چنانچہ ان دونوں نے اسے غسل دیا۔

سنن بیہقی جلد ... اس روایت کے ساتھ یہ بھی زیادت ہے کہ

[illegible] ... سے یہ مستلزم نہیں ... [illegible]
... جواب ہے۔ ... صحابہ میں ... جواب چھوڑ دیے۔

اسماء رضی اللہ عنہا سے غسل دے رہی تھی کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی پہونچیں جاءت عائشۃ رضی اللہ عنہا تدخل ورکہ فجاء ابوبکر رضی اللہ عنہ فوقف علی الباب الحدیث پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ اور دروازہ پر کھڑے ہوکر آواز دی۔

سوال: مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۶۲ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لم یشعر بہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حتی دفنت الحدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات اس وقت معلوم ہوئی جبکہ وہ دفن ہوچکی تھی؟

جواب ۱: امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے اس روایت کی تصحیح نہیں فرمائی

جواب ۲: یہ غم زدگی کی وجہ ایک کیفیت پیدا ہوئی تھی جیسے کہ مسند امام احمد میں عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بینا انا جالس مر علی عمر وسلم فلم اشعر بہ الحدیث عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور سلام بھی کہا مگر مجھے نہ ان کے گزرنے کا علم ہوا اور نہ سلام کا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تازہ وفات کے غم میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس وقت خود عمر رضی اللہ عنہ کا حال بھی یہی تھا۔ کہ انہیں غم کی وجہ سے ایسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جیسے کہ بخاری مسلم میں مروی ہے۔ بس یہی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہوا تھا۔

دریں حالت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری کیسے — روایت میں علی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا ذکر ہے۔ امامت کا ذکر نہیں لہذا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقتدی ہوکر انہوں نے جنازہ پڑھا ہے سنن کبریٰ بیہقی جلد [illegible]

ے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات جیسے مستدرک میں ہے ۳ رمضان مبارک سنہ ۱۱ھ کو [illegible] ہوئی [illegible] فاطمہ رضی اللہ عنہا [illegible] دیکھا۔ روایت موقوف [illegible] مدینہ کا واقعہ [illegible]

میں ہے کہ رأت فاطمہ رضی اللہ عنہا لما ماتت دفنہا علی رضی اللہ عنہ لیلاً و اخذ
بضبعی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقدمہ یعنی فی الصلوٰۃ علیہا۔ یعنی علی رضی اللہ
عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر ان کی اقتدا میں جنازہ پڑھا۔
اور یہی عبدالعزیز صاحب نے تذکرہ میں [illegible] کی شرح [illegible]
علیہ وغیرہ سے نقل فرمایا ہے کہ ان ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ صلی علی فاطمۃ [illegible]
یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ چار تکبیروں
سے پڑھایا تھا۔

موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ

مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ میں وہب سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت مروی
ہے کہ فقبض اللہ روحہ ثم صلت علیہ الملائکۃ اور حافظ ابن کثیر نے بھی البدایہ
والنہایہ اور تفسیر میں وہب سے نقل فرمایا ہے کہ [illegible] الملائکۃ و
دفنہ صلوات اللہ علیہ جب وہ فوت ہوئے تو فرشتے بھی ان کی تجہیز و تکفین
جنازہ میں شامل ہوئے تھے۔

دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ

کنز العمال جلد ۷ صفحہ میں بروایت کتاب ابن ابی الدنیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ لما فتحنا سوس وجدنا دانیال فی بیت و وجدناہ لم
یتغیر منہ شیء وعندہ فی ابیات [illegible] فیہ مال وکتب بہ موسیٰ الی عمر
ابن خطاب فکتب عمر ان غسلوہ وحنطوہ وکفنوہ وصلوا علیہ وادفنوہ
اور عبید کی کتاب میں یوں ہے کہ کفنہ وحنطہ وصلی علیہ ثم دفنہ [illegible]

لہ [illegible] کے پاس نے جہاں دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر ہے [illegible]

لیسلمن علی ولازون علیہ الحدیث وفی حدیث ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنہ
رواہ ابو یعلی ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۱۱) یعنی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
جب نازل ہوں گے تو حج و عمرہ دونوں کے واسطے یا کہ قرآن کے طور پر دا آئیں گے
اور میری قبر پر بھی تشریف لائیں گے اور مجھے سلام کہیں گے اور میں انہیں جواب کو
دوں گا۔

سوال مرزائیوں کا اعتراض ہے کہ فج روحا کوئی شرعاً میقات نہیں تو پھر وہاں سے احرام کیسے باندھیں گے

جواب (میقات سے احرام کا یہ مطلب ہے کہ جو حج کے ارادے سے آرہے ہوں وہ احرام باندھے بغیر میقات میں داخل نہ ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ میقات سے پہلے احرام منع ہے۔ ابن ابی شیبہ مسند احمد ابوداؤد ابن ماجہ صحیح ابن حبان دارقطنی شعب بیہقی میں مرفوعاً مروی ہے۔ کہ من اھل بحجۃ او عمرۃ من المسجد الاقصی الی المسجد الحرام غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جو کوئی بھی مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک احرام باندھے خواہ حج یا کہ عمرہ کا تو اس کے تمام گناہ معاف ہوں گے۔ اور جامع الصغیر میں بحوالہ عبدالرزاق یوں ہے۔ کہ کان [illegible] احرام اس نے جنابت۔

اور یہ صحیح بخاری میں معلقاً اور عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور تاریخ مرو میں موصولاً مروی ہے کہ ان عثمان کرہ ان یحرم من خراسان او کرمان عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خراسان یا کہ کرمان جیسے دور ملکوں سے حج کا احرام باندھ آنا مکروہ سمجھا ہے تو اس کی وجہ مسافت بعیدہ ہے غیر میقات نہیں۔

لے فتح الباری میں ہے۔ کہ ان بین خراسان ومکۃ اکثر من مسافۃ اشہر الحج فیستلزم ان یکون محرما فی غیر اشہر الحج فکرہ ذلک عثمان خراسان سے مکہ تک کئی ماہ کا سفر ہے اشہر الحج میں احرام باندھنا دور سے سفر میں حج فوت ہو جاتا ہے اسلئے ناپسند کیا۔ مگر اب اللہ نے ہوائی جہازوں کو چلا کر اس مشکل کو بھی حل فرما دیا ہے۔ (اثری)

کہ حرام شہر الحرام میں . باندھا جاتا ہے دیگر دنوں میں نہیں . اتنی دور کے سفر
میں کئی ماہ درکار ہیں اور احرام کے مہینے شوال ذی قعدہ اور چند دن ذی الحجہ کے
ہیں . ورنہ اور بیت المقدس اور مسجد حرام کے مابین [illegible] ایک [illegible] ساعت
جو کہ اشہر الحرم میں . احرام باندھ کر نہایت [illegible] جا سکتی ہے .
جواب ۲ ۔ [illegible] مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف [illegible]
ہے جیسے کہ صحیح مسلم [illegible] سے ظاہر ہے . اور بیت المقدس کے اندر سے
جیسے کہ مسلم کتاب [illegible] سے ظاہر ہے اور امام نووی نے حافظ ابوبکر [illegible]
سے نقل فرمایا ہے . کہ هو بين مكة والمدينة في [illegible] طريق رسول الله
صلى الله عليه وسلم الى بدر والى مكة عام الفتح وعام حجة الوداع [illegible] مکہ اور
مدینہ کے درمیان واقع ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ
ہوئے یا مکہ مکرمہ کی طرف فتح کے لئے یا حج کے لئے روانہ ہوئے . تو رستہ
میں پڑا تھا . نہایہ ابن اثیر اور شرح ابن [illegible] [illegible]
جو لوگ [illegible] اپنے یہاں سے ہی احرام باندھتے ہیں [illegible]
[illegible] من [illegible] من [illegible] [illegible]
ولا [illegible] اهل مكة يحلون منها [illegible] [illegible]
یہاں پر آئے ہوں گے . تو یہاں سے ہی احرام باندھ کر روانہ ہوں گے .
جواب ۳ ۔ [illegible] یعنی [illegible] مطلب یہ ہو کہ [illegible]
[illegible] کوئی روک نصیب نہیں ہوگا [illegible]

لے [illegible]
[illegible]
[illegible] احرام [illegible] مہینوں میں باندھتا
ہے . دوسروں میں نہیں (ازمی)

پیش کر کے [illegible]
نہیں ہوئی

(۱) کنز العمال [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے [illegible]
مروی ہے [illegible]
[illegible]

(۲) در منثور [illegible] ابن ابی شیبہ [illegible] رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ ثم يموت ويصلي عليه المسلمون الحديث

(۳) [illegible] سے مرفوعاً مروی ہے [illegible]
ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون الحديث

(۴) در مستدرک حاکم [illegible] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ثم
يموت ويصلي عليه المسلمون الحديث [illegible]

(۵) ابن کثیر [illegible] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
مروی ہے کہ ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون الحديث

(۶) [illegible] ابوہریرہ [illegible]
[illegible] ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون الحديث

(۷) [illegible] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے
کہ ثم يموت ويصلي عليه المسلمون الحديث

نزول مسیح [illegible]

[illegible]

[illegible]

لوگ اُن کی تجہیز و تکفین اور جنازہ اور تدفین کریں گے۔

ترمذی میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے جو از توراۃ شریف روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے حجرہ میں ہوگا۔ مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد و عیسیٰ ابن مریم یدفن معہ اور درمنثور میں بحوالہ تاریخ بخاری اور طبرانی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہو کر جب فوت ہوں گے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے روضہ مطہرہ میں مدفون ہوں گے جیسے کہ نبوی ارشاد ہے۔ فتح الباری پارہ میں بسند ضعیف لکھا ہے الافا استاذنت عائشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تدفن الی جانبہ فقال وانی لی بذلک ولیس فی ذالک الموضع الا قبری وقبر ابی بکر وعمر و عیسیٰ ابن مریم۔ وفی اخبار المدینۃ عن سعید بن المسیب قال ان قبور الثلاثۃ فی صفۃ بیت عائشۃ وھناک موضع قبر یدفن فیہ عیسیٰ علیہ السلام۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کرنی چاہی کہ آپ کے پاس دفن ہوں۔ فرمایا کہ یہاں اتنی جگہ کہاں ہے۔ یہاں تو میری اور ابوبکر و عمر و عیسیٰ کی قبریں ہوں گی۔ اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ یہاں دفن ہی قبر ہوں گی۔ بس۔ حافظ صاحب نے فتح الباری پارہ میں دلائل سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ ان عیسیٰ اذا ... فی ... الحدیث۔ مشکوٰۃ میں بحوالہ کتاب الوفا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع مروی ہے کہ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے اتر کر

سے مثلاً ...

نازل ہوں گے۔ اور شادی بھی کریں گے۔ اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔ اور ۴۵
سال تک اسلام کی تبلیغ اور دین کی اشاعت کریں گے۔ پھر وہ میرے حجرہ میں
(فوت ہو کر وہاں ہی) دفن ہوں گے۔ اور ہم دونوں قیامت کے دن ابوبکر و
عمر کے درمیان کھڑے ہوں گے۔ اور جنازہ کی صورت رونما ہوگی۔ جو کہ جنازہ
نبویہ کی ہوئی تھی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ

(۱) منتخب کنز العمال میں بحوالہ ابن معروف مروی ہے کہ قال العباس [illegible]
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التراب

صفحہ ۲۰ } قادیانی کا بیان ہے کہ اس سے محمدی بیگم سے میری شادی مراد ہے کہ میں مسیح موعود ہوں جس کی بیوی [illegible]
[illegible] شادی [illegible] ہوگی [illegible] شادی [illegible]
[illegible] کہ قیامت [illegible] اس کی [illegible]
اگر وہ بات چل گئی تو شادی ہو کر [illegible]

۲ [illegible] حدیث [illegible] کی سند کے ساتھ بیان
فرماتے ہیں [illegible]
اتصال [illegible] کتاب [illegible] مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی حدیث بیان فرماتی ہے [illegible] امام بیہقی نے
اپنی سند کے ساتھ [illegible] حدیث [illegible]
بیہقی نے [illegible] ہم اس سے
[illegible] نزولہ من السماء [illegible] الیہ [illegible]
نازل ہوں [illegible] مسیح [illegible] کی حدیث میں
جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے [illegible]
[illegible] نہیں ہوا۔ مرزائیوں سے پوچھا جائے [illegible]
نقل کر دکھا [illegible] جائے۔
(ازکی)

لکن اعد لعمۃ وقاً واجعلہ فی بیتی فاذا اکربنی امر تطرت لیہ فقال علی للعباس یا عم اما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلاتن اولادہ ثم تلا ھذہ الایت منھا خلقنٰکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری۔ ثم تلا الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً وامواتاً الحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ کے چچا صاحب عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں اسے مٹی میں دفن نہیں ہونے دوں گا۔ بلکہ میں تو اسے ایک صندوق میں ڈال کر اپنے گھر میں رکھوں گا تاکہ میں پریشانی کے مواقع پر اسے دیکھ کر مطمئن ہوتا رہوں علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوت شدہ اولاد کو دفن نہیں کیا تھا۔ ضرور کیا تھا جیسے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ اس زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس میں ہم دفن کراتے ہیں اور پھر اسی سے تمہارا حشر کرائیں گے نیز فرمایا کہ خواہ مردہ ہوں یا زندہ زمین سب کے لئے یہ کام دے رہی ہے۔ لہٰذا وہ دفن ہوں گے۔

(۲) پھر اسی بزرگ آپ کے چچا صاحب عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاسن کما یاسن البشر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مات فادفنوا صاحبکم الحدیث رواہ ابن سعد نقلا عن کنز ہ ۲۲۳

(۳) اور سنن دارمی میں یوں ہے کہ فقام العباس فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مات وانہ لبشر وانہ یاسن کما یاسن البشر ای قوم فادفنوا صاحبکم الحدیث حضرت علامہ سید وحید گرھر ہے (۳) ربیع الاول ۱۱ھ ۸ جون ۶۳۲ء سوموار) اور حضرت جیسے دفن کرو پھر انہوں نے حدیث بیان کی انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم تکن قبر نبی الا فی موضعہ فیہ ثم المنایت زکنز العمال جلد ۷

سوال } عام طور پر مشہور ہے کہ بارہ ربیع الاول بروز سوموار ۱۱ھ وفات ہوئی تھی۔

جواب } ربیع الاول و سوموار تو ثابت ہے کہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے
بارہ ٹھیک نہیں کہ اس روز تو ریخ سوموار نہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم و دیگر کتب حدیث میں ہے کہ ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو
حجۃ الوداع ہوا تھا۔ یہ ماہ ۵ اور اس کے بعد محرم اور صفر سنہ ۱۱ھ ہر سہ ماہ تیس ۳۰
تیس ۳۰ دنوں کے شمار ہوں تو ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو سوموار پڑتا ہے۔ اگر ہر سہ
۲۹، ۲۹ کے شمار ہوں یا کوئی ۲۹ اور کوئی تیس کا تو ۱۲ سوموار نہیں پڑتا۔ بندہ
میں نے ۱۳ کو اختیار کیا ہے تاکہ انطباق ہو سکے۔

(۲) موطا امام مالک میں ہے کہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
توفی یوم الاثنین ودفن یوم الثلاثاء وصلی الناس علیہ افذاذا لا یؤمہم
احد فقال ناس یدفن عند المنبر وقال آخرون یدفن بالبقیع فجاء ابوبکر الصدیق
فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما دفن نبی قط الا فی مکانہ الذی
توفی فیہ فحفر لہ الحدیث امام مالک کو پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سوموار کو فوت ہوئے اور منگل کے دن دفن ہوئے مسلمانوں نے نماز جنازہ اپنے
طور پر ادا کی کوئی امام نہیں ہوا کسی نے کہا کہ منبر کے پاس دفن ہوں اور کسی نے
کہا کہ بقیع میں دفن ہوں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے
سنا ہوا ہے کہ ہر ایک نبی علیہ الصلوۃ والسلام اسی جگہ دفن ہوا جہاں کہ وہ فوت
ہوا ہے۔ تو انہوں نے اسی جگہ قبر کھود کر آپ کو دفن کیا۔

یہ بلاغ ہے۔ اور پھر اس میں منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو منگل شمار کیا
ہے جو بہ حیثیت دراصل وہ بدھ کے ساتھ شمار ہوتی ہے۔

سنن کبریٰ بیہقی جلد ۳ میں سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دخل
ابوبکر رضی اللہ عنہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین مات ثم خرج فقیل
لہ توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم فعلموا انہ کما قال فقیل ایصلی علیہ
وکیف نصلی علیہ قال تجیئون عصبا عصبا فتصلون فعلموا انہ کما قال فقالوا

يدفن وابن ابی نفر فقال حیث تقبض اللہ روحہ ان لم یقبض اللہ روحہ الا فی مکان طیب فعلموا انہ کما قال۔

اسی جگہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لما صلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل الرجال فصلوا علیہ بغیر امام ارسالا حتی فرغوا ثم ادخل النساء فصلین علیہ ثم ادخل الصبیان فصلوا علیہ ثم ادخل العبید فصلوا علیہ ارسالا لم یؤمهم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک باجماعت ادا ہو چکا تو پھر ان لوگوں کو جو اس میں شامل نہیں ہو سکے تھے موقع دیا گیا کہ وہ اپنے طور پر درود و سلام پڑھیں اسی طرح عورتوں بچوں غلاموں کو اجازت دی گئی کہ وہ آخری زیارت کر لیں۔

مسند امام احمد میں ابو عسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہ شهد الصلاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا کیف نصلی علیہ قال ادخلوا ارسالا ارسالا قال فکانوا یدخلون من هذا الباب فیصلون علیہ ثم یخرجون من الباب الآخر وہ جنازہ نبویہ میں شامل تھا۔ لوگ جوق در جوق آتے رہتے اور جنازہ پڑھتے جاتے۔ یہ روایت صحیح ہے لیکن موقوف ہے مرفوع نہیں۔

سنن ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فلما فرغوا من جهازہ یوم الثلاثاء وضع علی سریرہ فی بیتہ ثم دخل الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسالا یصلون علیہ حتی اذا فرغوا ادخلوا النساء حتی اذا فرغوا ادخلوا الصبیان ولم یؤم الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد لقد اختلف المسلمون فی المکان الذی یحفر لہ فقال قائلون یدفن فی مسجدہ وقال قائلون یدفن مع اصحابہ فقال ابو بکر انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما قبض نبی الا دفن حیث یقبض قال فرفعوا فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی توفی علیہ فحفروا لہ ثم دفن صلی اللہ علیہ وسلم وسط اللیل من لیلۃ الاربعاء

تنقیح} اس حدیث کی سند میں حسین بن عبد اللہ واقع ہے۔ جسے

صاحب نے تقریب اور فتح الباری پ ۱۲ اور تلخیص ص ۱۶۲ میں ضعیف بتلایا ہے
یہ روایت تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۶۰ میں بھی اسی طرح مروی ہے اور یہ راوی بھی ہے
اور یہ بات ابن سعد میں بھی مروی ہے اور راوی بھی ہے۔

ترجمہ} منگل کے روز ہم آپ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو آنحضرت کی چارپائی پر بیت کے گھر میں رکھدیا تو پہلے مردوں کو پھر عورتوں کو پھر بچوں کو موقع دیا گیا کہ داخل ہو کر الگ الگ ہر کوئی اپنے طور پر جنازہ (یعنی درود و سلام) پڑھے آپ کے دفن پر جب اختلاف تھا کہ کہاں مدفون ہوں تو کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ بقیع غرقد (قبرستان) میں اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مدفون ہوں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے سنا ہوا ہے کہ کوئی نبی علیہ السلام بھی جہاں پر فوت ہوا ہے وہاں پر ہی مدفون بھی ہوا ہے۔ تو لوگوں نے یہ سنکر وہاں پر ہی قبر کھودی جہاں پر آپ کی وفات ہوئی بدھ کی رات کا نصف ہوگا کہ آپ دفن ہوئے۔

خصائص کبری جلد ۲ ص ۲۷۶ میں بحوالہ ابن اسحاق اور بیہقی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل الرجال فصلوا علیہ بغیر امام ارسالا حتی فرغوا ثم ادخل النساء فصلین علیہ ثم ادخل الصبیان فصلوا علیہ ثم ادخل العبید فصلوا علیہ ارسالا لم یؤمہم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد۔ پہلے مردوں نے اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ جنازہ پڑھا پھر اس کے بعد عورتوں نے پھر اس کے بعد بچوں نے پھر اس کے بعد غلاموں نے اس طرح جنازہ (درود و سلام) پڑھا (بار بار جماعت نہیں ہوتی گویا درود و سلام کے ساتھ یہ آخری زیارت تھی۔

خصائص جلد ۲ ص ۲۷۶ میں بحوالہ ابن سعد و بیہقی سعد بن سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثم وضع علی سریر حفرتہ ثم کان الناس یدخلون علیہ زمرا زمرا یصلون علیہ ولا یؤمہم احد۔ جب قبر پر آپ کو رکھدیا گیا تو لوگ (زیارت کے لئے) آتے

اپنے طور پر جنازہ (درود وسلام) پڑھتے اور چلے جاتے (بار بار جماعت بنا
اور کنز العمال جلد میں بحوالہ طبقات ابن سعد علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ لما وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السریر قال لا یقوم علیہ احد هو امامکم
حیاً ومیتاً فکان یدخل الناس رسلاً رسلاً فیصلون علیہ صفاً صفاً لیس لهم امام
ویکبرون وعلی قائم بحیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول السلام علیک ایها
النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیہ ونصح لامتہ
وجاهد فی سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینہ وتمت کلمتہ اللهم فاجعلنا ممن یتبع
ما انزل الیہ وثبتنا واجمع بیننا وبینہ فیقول الناس آمین حتی صلی علیہ
الرجال ثم النساء ثم الصبیان

کنز العمال جلد میں بحوالہ ابن سعد موسیٰ بن ابراہیم بن محمد تیمی سے
اپنے باپ کی کتاب میں اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پڑھا کہ لما کفن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وضع علی سریرہ دخل ابوبکر وعمر فقالا السلام علیک ایها
النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومعهما نفر من المهاجرین والانصار قدر ما یسع البیت
فسلموا کما سلم ابوبکر وعمر وهما فی الصف الاول حیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قالا اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیہ ونصح لامتہ وجاهد فی
سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینہ وتمت کلماتہ وآمن بہ وحدہ لا شریک لہ
فاجعلنا یا الهنا ممن یتبع القول الذی انزل معہ واجمع بیننا وبینہ حتی
تعرفہ بنا وتعرفنا بہ فانہ کان بالمؤمنین رءوفاً رحیماً لا نبتغی بالایمان بہ بدلاً ولا نشتری
بہ ثمناً ابداً فیقول الناس آمین آمین ثم یخرجون ویدخل علیہ آخرون
حتی صلوا علیہ الرجال ثم النساء ثم الصبیان فلما فرغوا من الصلاۃ تکلموا
فی موضع قبرہ

دیگر روایات و نقل سے یہ ہے کہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگر لوگوں کے دس دس
ہو کر نبی پاک پر نماز (درود و سلام) پڑھا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس طرح پر

درود و سلام پڑھو اور اس طرح پر رحمت و برکت کی دعا کرو اور جو نہ پڑھ سکتے ہوں وہ آمین آمین پکارتے رہیں۔ پہلے مردوں کو فارغ کیا گیا، پھر عورتوں کو اور بچوں کو درود و سلام پڑھایا اور زیارت کرائی اور فارغ کیا۔

شمائل ترمذی میں وغیرہ سنن کبریٰ بیہقی جلد ۳ میں ہے کہ قالوا یا صاحب رسول اللہ نصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم قالوا کیف قال یدخل قوم فیکبرون ویدعون ویصلون ثم یخرجون ثم یدخل قوم فیکبرون و یصلون ویدعون ثم یخرجون حتی یدخل الناس قالوا یا صاحب رسول اللہ ایدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم قالوا این قال فی المکان الذی قبض اللہ فیہ روحہ فان اللہ لم یقبض روحہ الا فی مکان طیب فعلموا ان قد صدق ثم امرھم ان یغسلہ بنو ابیہ۔ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا جنازہ پڑھا جائیگا، فرمایا کہ ہاں پڑھا جائیگا۔ مکان میں داخل ہوکر کوئی اپنے طور پر تکبیر پڑھتے اور درود و سلام پڑھتے اور دعا کرتے پھر لوٹ گئے۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ دفن بھی ہوں گے۔ فرمایا کہ دفن ہوں گے۔ پوچھا گیا کہاں دفن ہوں گے فرمایا کہ جہاں وہ فوت ہوئے ہیں وہاں ہی دفن بھی ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ آپ کے خاندان والے ہی آپ کو غسل دیں گے۔

حافظ صاحب نے فتح الباری پارہ ۲ میں اس موقوف کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور شمائل ترمذی میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابوبکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ما نسیتہ قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے آپ کے دفن میں اختلاف ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے ایک بات سنی ہے اب تک نہیں بھولا کہ ہر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں دفن ہوا

تھی جہاں آپ کا دفن ہونا پسند تھا۔ لہٰذا آپ کو وہاں دفن کر دیا جائے
خصائص جلد ۲ میں بحوالہ ابن سعد ابن منیع طبرانی بیہقی نیز مستدرک حاکم جلد
میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لما ثقل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قلنا من یصلی علیک یا رسول اللہ فبکی وبکینا وقال مھلاً غفر
اللہ لکم وجزاکم عن نبیکم خیراً اذا غسلتمونی وکفنتمونی
فضعونی علی شفیر قبری ثم اخرجوا عنی ساعۃ فان اول من یصلی علی خلیلی
وجلیسی جبرئیل ومیکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنود من الملائکۃ
ثم لیبدأ بالصلاۃ علی رجال اھل بیتی ثم نساؤھم ثم ادخلوا افواجاً وفرادی ولا
تؤذونی بباکیۃ ولا برنۃ ولا بصیحۃ ومن کان غائباً من اصحابی فابلغوہ منی
السلام فانی اشھدکم انی قد سلمت علی من دخل فی الاسلام ومن تابعنی علی دینی
ھذا منذ الیوم الی یوم القیامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے
آخری ایام میں ہم نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا جنازہ کون پڑھے گا۔ تو
آپ رو پڑے اور ہم بھی خوب روئے فرمایا ٹھہرو اللہ تم لوگوں کو بخشے
اور تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل دے کر کفن دے لو تو میری
قبر کے کنارے چارپائی پر رکھ دینا اور سب کے سب باہر چلے جانا سب سے پہلے جبرئیل پھر میکائیل اور اسرافیل
اور ملک الموت مع اپنے فرشتوں کے جنازہ پڑھیں گے پھر میرے
گھر والوں سے مرد جنازہ پڑھیں گے پھر عورتیں پھر جماعت جماعت پڑھیں اور
مجھے کوئی رونے والی اور نہ چیخ پکار سے ایذا دینا اور جو غائب ہو اسے میرا سلام
پہنچا دینا۔ میں سب کو سلام کہتا ہوں جو اسلام میں داخل ہوئے اور میرے
تابع ہیں۔ یہ بات آج کے دن سے قیامت تک ہے۔

امام حاکم نے فرمایا ہے کہ اس روایت کے سب راوی
ثقہ ہیں اور امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ اس میں ایک راوی ضعیف ہے اور
یہ روایت موضوع ہے۔ اور مجمع الزوائد جلد ۹ میں بزار کے حوالہ

لہ مشکوٰۃ میں بحوالہ دارمی بھی اس کا ذکر بتایا ہے۔

دیا ہے۔ اور بزار کا قول بیان کیا ہے۔ کہ اس میں عبد الرحمان حدیث روایت
کرتا ہے۔ مگر عبد اللہ سے اسے سماعت نہیں ہوئی۔

(۱۳) کنز العمال جلد ۴ میں بحوالہ عبد الرزاق عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے۔ کہ فلما فرغ من جهازه یوم الثلثاء وضع علی سریره و
قد کان المسلمون اختلفوا فی دفنه فقال قائل ندفنه فی مسجده وقال
قائل ندفنه مع اصحابه فقال ابوبکر انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما قبض نبی الا دفن حیث قبض فرفع فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الذی توفی فیه فحفر له تحته ثم دعی الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یصلون علیه ارسالا الرجال حتی فرغ منهم دخل النساء حتی اذا فرغ
من النساء ادخل الصبیان ولم یؤم الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احد فلقد دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وسط اللیل لیلة الاربعاء
قال ابن المدینی فی اسناده ضعف حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ
بن العباس منکر الحدیث۔ منقول ہے دوسرے بیان کی تصریح ہے فارغ ہو کر دفن میں
اختلاف ہوا بعض کا خیال تھا کہ مسجد میں دفن ہوں بعض کا خیال تھا
کہ بقیع غرقد میں اپنے صحابہ کے ساتھ مدفون ہوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جہاں فوت
ہوا ہے وہاں ہی دفن کیا جاتا ہے چنانچہ وہاں پر قبر کھودی گئی نماز
کے لئے لوگوں کو ہدایت کردی گئی کہ پہلے مرد داخل ہوں پھر عورتیں پھر
بچے علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔ امام کی کوئی ضرورت نہیں۔
پھر جنازہ سے فارغ ہو کر آپ بدھ کی رات نصف کے قریب دفن
کر دیا گیا تھا۔

تضعیف: اس روایت میں اور اس حدیث کی روایت میں حسین بن عبد اللہ
کو حدیث علی مدینی نے نا قابل قبول ٹھیرایا ہے ... ضعیف ہے

بھی اسے ضعیف ٹھیرایا ہے جیسے کہ میں بیان کر آیا ہوں۔

(۱۴) کنز العمال جلد ۴ میں ابن سعد عن عکرمہ سے مرسلاً مروی ہے
کہ لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قائل ندفنہ حیث کان یصلی
فی مقامہ وقال ابو بکر معاذ اللہ ان نجعلہ وثنا یعبد وقال آخرون ندفنہ
بالبقیع حیث دفن اخوانہ المہاجرون قال ابو بکر انا نکرہ ان نخرج قبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی البقیع فیعوذ بہ بعض الناس للہ علیہ حق وحق
اللہ فوق حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اخرجناہ ضیعنا حق
اللہ وان اخفرناہ اخفرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا فما تری
یا ابا بکر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما قبض اللہ نبیا قط الا
دفن حیث قبض روحہ قالوا انت واللہ رضی مقنع ثم خطوا حول الفراش خطا
ثم احتملہ علی والعباس والفضل واہلہ ووقع القوم فی الحفر یحفرون حیث
کان الفراش (ابن سعد) محمد بن [illegible] فی فضائل الصدیق قال ابن کثیر وہو منقطع
من ہذا الوجہ فان [illegible] ضعیف [illegible] یا [illegible] صدیق بعض
لوگوں نے کہا تھا کہ جہاں نماز پڑھا کرتے تھے وہاں پر دفن ہوں۔ صدیق رضی
اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ بت پرستوں کی طرح قبر بت بنا کر پوجا کرنے
لگ جائیں گے۔ دوسروں نے کہا کہ بقیع غرقد میں اپنے بھائیوں کے ساتھ دفن
ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ کوئی ظلم کا مرتکب ہو کر قبر کے ساتھ
پناہ لیں تو حقوق اللہ چھوٹ جاتے ہیں اور باہر لے جانے کی صورت میں قبر کا احترام ہے
باہر لے جانے پر قبر کا احترام کا خیال رکھا نہ جائیگا۔ ان دونوں مشکلات
سے بچنے کے لئے بہتر یہی ہے کہ جہاں آپ کی وفات ہوئی ہے وہیں آپ کی جگہ
دفن کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ سن کر لوگوں نے چارپائی کے چاروں طرف
نشان لگایا اور پھر چارپائی اٹھا کر کھدائی شروع کر دی۔

(۱۵) [illegible] میں ابو حازم سے مروی ہے کہ دخل الناس فوجاً فوجاً
یصلون ویخرجون ثم دخل النساء علی مثل ذلک ثم اہل المدینۃ حتی

اذا فرغ الرجال دخلت النساء اى علایت پہلے مہاجروں نے پھر انصار نے فوج فوج ہو کر آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی پھر دیگر مردوں و عورتوں نے زیارت کی۔

(۱۳) کنز العمال جلد ۴ میں بحوالہ ابن ابی شیبہ سعید بن مسیب سے مرسلاً مروی ہے کہ لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع علی سریرہ فکان الناس یدخلون علیہ زمراً زمراً یصلون علیہ ویخرجون ولم یؤمہم احد توفی یوم الاثنین ودفن یوم الثلثاء لوگ گروہ در گروہ ہو کر داخل ہوتے ہر کسی نے اپنے طور پر جنازہ پڑھا (بار بار) جماعت نہیں ہوئی بروز منگل کے دن یعنی منگل اور بدھ کی درمیانی شب ——— آپ کو دفن کر دیا۔

(۱۴) کنز العمال جلد ۴ میں محمد باقر سے مرسلاً مروی ہے کہ لم یؤم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام وکانوا یدخلون افواجاً یصلون ویخرجون اور یہاں پر عروہ سے یوں بھی مروی ہے کہ صلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر امام یدخل المسلمون زمراً زمراً یصلون علیہ فلما فرغوا نادی عمر خلوا الجنازة واہلہا لوگ جوں جوں داخل ہوتے اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ جنازہ پڑھتے بآخر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب جنازہ دفن بھی تو کرنا ہے۔

(۱۵) یہاں پر ابن جریج سے مروی ہے کہ بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین مات اقبل الناس یدخلون فیصلون علیہ ویخرجون ویدخل آخرون کذلک فقلت لعطاء ایصلون ویدعون قال یصلون ویدعون علیہ ویستغفرون (لانفسہم) جگہ کی وسعت مطابق لوگ اندر جاتے آنحضور پر درود وسلام پڑھتے اور اپنے لئے استغفار کرتے تھے اور باہر آجاتے جماعت نہیں کرتے تھے۔ اس اثر میں صلوۃ حذف ہے۔ جسے ہم نے ترکیب میں ظاہر کر دیا ہے۔

مطلب ۱ } جہاں کوئی فوت ہوا ہے اس کے وہاں پر دفن ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ جس شہر یا گاؤں میں فوت

ہوا ہے جس سے گورستان میں دفن ہونا ہے۔ اگر کسی دوسرے شہر یا گاؤں
میں فوت شدہ نہیں کیا گیا یعنی یہیں کہ وہ کسی دور میں فوت ہو تو اسے قادیان کے
گورستان میں دفن کیا جائے۔ یہ مطلب [illegible] ہے۔

مطلب ۲ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس شہر میں [illegible] دفن [illegible] جہاں فوت ہوا ہے اسی [illegible] نے دوسرا مطلب لیا ہے۔ مگر یہ پیش نظر کر نہیں کہ [illegible] سے جنازہ ادھر ادھر نہ کیا جائے [illegible] تجہیز و تکفین ہو گی اسی طرح جنازہ کے لئے مسجد میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں دفن وہاں ہی ہوں گے جہاں فوت ہوئے۔

(۱۹) [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی سہیل بن بیضاء فی المسجد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو [illegible] آپ کی مسجد میں منبر کے قریب [illegible] آپ کا جنازہ پڑھا تھا [illegible] مسجد کی وسعت کے مطابق کافی ہوتی تھی۔

(۲۰) بدایہ [illegible] سیرت ابن ہشام [illegible] سیرت ابن اسحاق [illegible] روایت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] داخل ہوئے [illegible] داخل ہوئے [illegible] زیارت کی۔ اس روایت میں بھی [illegible] ضعیف ہے۔

(۲۱) حافظ صاحب نے بدایہ [illegible] ابو حازم

لے [illegible] مسجد [illegible] یعنی [illegible] مسجد [illegible] ۱۲ منہ

سے مروی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین قبضہ اللہ عزوجل دخل المہاجرون فوجا فوجا یصلون علیہ ویخرجون ثم دخلت الانصار علی مثل ذالک ثم دخل اھل المدینۃ حتی اذا فرغت الرجال دخلت النساء الحدیث یعنی مہاجرون نے پھر انصاریوں نے پھر دیگر اہل مدینہ نے پھر عورتوں نے داخل ہو کر درود و سلام پڑھا اور زیارت سے مشرف ہوئے۔

اس روایت میں ... ہے جو ضعیف ہے۔ اور روایتیں بھی ہیں

(۲۲) تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ اختلفوا فی موضع دفنہ فقال ابوبکر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما قبض نبی الا دفن حیث قبض فرفع فراشہ ودفن موضعہ وحفر لہ ابوطلحۃ الانصاری لحدا ودخل الناس یصلون علیہ ارسالا الرجال ثم النساء ثم الصبیان ثم العبید ودفن لیلۃ الاربعاء

(۲۳) مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳ میں بحوالہ ابویعلی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قد دخلوا علیہ فوجا فوجا یصلون علیہ بغیر امام حتی لم یبق احد بالمدینۃ حر ولا عبد الا صلی علیہ الحدیث وفیہ عوید بن ابی عمران ضعیف متروک

تعداد نمازی ابن دحیہ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ دکان المسلمون ثلاثین الفا جنازہ نبویہ اور درود و سلام میں تیس ہزار تک کی حاضری تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ باجماعت نماز جنازہ مسجد میں نا ممکن ہے۔ کہ اتنی حاضری اتنے تھوڑے وقت اور تنگ جگہ میں ہو کر فارغ ہو سکتی ہے۔ حاشیہ تلخیص الحبیر صفحہ ۱۶۲

سوال اگر شہر سے باہر میدان میں جنازہ پڑھایا جاتا تو سب کی یک وقت حاضری ہو جاتی مسجد میں یوں بھی جنازہ ممکن نہیں

جواب عرب کا ملک ہے مادہون جا رہا ہے مسجد مسقف سے باہر

کوئی وسیع جگہ مسقف نہیں جس میں اتنی حاضری سما سکے۔ اور دھوپ میں
جنازہ کو رکھ کر اور حاضرین کو بٹھا کر دوسروں کی انتظار کرنا کسی طرح پر بھی
مناسب نہیں عیدوں اور جنازوں میں عام طور پر مشاہدہ ہے۔ کہ لوگ آہستہ
آہستہ آتے رہتے ہیں اور پیچھے آئے ہوؤں کے مزید انتظار سے پریشان ہوتے
ہیں۔ اس لئے مسجد میں جنازہ بہتر تھا۔ کہ مسقف ہے۔

صحیح مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول
اللہ علیہ وسلم نے سہیل اور سہیل بیضاء کے دونوں بیٹوں کا جنازہ مسجد میں
ہی پڑھایا تھا۔ ورواہ مالک والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن ابی
شیبۃ اور مسند عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد
میں پڑھایا گیا تھا۔ اور موطا امام مالک اور ابن ابی شیبہ میں ہے کہ عمر رضی اللہ
عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا گیا تھا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۵۵ھ میں فوت ہوا تو جنازہ کے لئے
ان کی نعش مسجد میں لائی گئی بعض تابعین نے اسے نادرست بتایا تو صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے مذکور حدیث کو بیان فرمایا اور اس پر عمل کرایا۔

سوال ہدایہ میں ہے کہ من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر له۔ مسجد میں جنازہ
کا کوئی ثواب نہیں۔ اور ابن ابی شیبہ میں یوں مروی ہے کہ من
صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا صلوٰۃ له۔ جو مسجد میں جنازہ پڑھے اس کا جنازہ
نہ ہوگا۔

جواب ہدایہ کے الفاظ حدیث کی کسی کتاب میں کہیں نہیں۔
ابوداؤد میں یوں مروی ہے کہ من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شیء علیه
جو مسجد میں جنازہ پڑھے اس پر کوئی حرج نہیں۔ اور ابن ماجہ میں یوں ہے کہ
من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلیس له شیء جو مسجد میں جنازہ پڑھے اس پر
کوئی حرج نہیں امام نووی نے فرمایا ہے۔ کہ یہاں لام بمعنی علیٰ واقع ہوا ہے۔

جیسے کہ وہاں نسائی [illegible] میں [illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] فرمایا [illegible]

اور فرمایا ہے کہ [illegible]
ضعیف [illegible] ابن ابی شیبہ کی روایت [illegible]
معنی یہ ہے [illegible]

سوال عائشہ [illegible] نے مسجد میں [illegible]
فرمائی ہے اس سے [illegible]
[illegible]
ثبوت کی دلیل ہے

جواب [illegible] ثبوت ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
ثبوت [illegible]
[illegible]
الیوم اکملت [illegible]
ہے جس پر صحابہ کرام [illegible]
[illegible] نہیں [illegible]
نہیں گیا [illegible]
[illegible]
یقینی محروم ہوں گے۔

سوال اگر [illegible] ثبوت نہیں [illegible]
ثبوت نہیں [illegible]
کی زندگی میں نہیں۔

جو اصحاب نے [illegible] منقول ہیں [illegible] لی [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] التحیات کے [illegible]
جیسے [illegible] کرتے تھے۔

فرشتے [illegible] علیہ السلام [illegible] کرتا تھے
ہوں گے۔ اور جنازہ پڑھ کر فرشتے چلے گئے تھے کہ ان کے الہام و کلام
میں بتایا گیا ہوگا۔ اور یہ بیان خاص ہوگا۔ کہ [illegible] پیشتر [illegible] تھا۔ ورنہ کوئی
[illegible] اور [illegible] بیان میں مرد اور عورتیں اور بچے [illegible] اور بادشاہ
سب شامل ہوں گے [illegible] تمام [illegible] فرشتوں
نے [illegible] الا اللہ [illegible]
نہیں [illegible] نے اپنے [illegible] بتایا کہ آخری نبی علیہ
السلام [illegible] انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام [illegible]
شریعت اسلام [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] فرمایا ہے

[illegible] اور [illegible] میں کوئی [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ
پڑھا گیا ہے [illegible] بھی [illegible]
[illegible] مستدرک جلد
[illegible] علی [illegible]
ابو بکر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
عن [illegible] المبارک [illegible]
[illegible]
فرشتوں [illegible] جنازہ [illegible] پڑھا [illegible]

[illegible] آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام [illegible]

سوال (۱) صحیح بخاری پارہ [illegible] میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [illegible] نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] من دماء هم [illegible] اس میں آپ سے شفاعت طلب کی گئی ہے

(۲) الدر المنثور میں بحوالہ احمد نسائی ابن جریر ابن مردویہ نیز صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ شمائل ترمذی میں عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہمراہ کھانا یا گوشت [illegible] غفر اللہ لک یا رسول اللہ [illegible] آپ کی مغفرت فرمائے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں [illegible] تجھے بھی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ بس [illegible] سے ظاہر ہے کہ آپ کے لئے مغفرت طلب کی گئی ہے۔

جواب: [illegible] مغفرت [illegible] وفات کے بعد [illegible] زندگی میں آپ ہمیشہ مغفرت طلب فرماتے رہتے [illegible] اور [illegible] آپ کے لئے [illegible] مغفرت طلب [illegible] مگر وفات کے بعد آپ کے لئے استغفار کی ضرورت نہیں بلکہ درود و سلام ہی کافی ہے۔

[illegible] رسول اللہ [illegible]

سوال [illegible]

لہ حاشیہ صفحہ ۴۶ پر ہے۔

سے بخشش مانگتا رہوں گا۔

(ترمذی)

[illegible] صحیح [illegible] میں [illegible]

[illegible] فرمایا کہ رحم اللہ [illegible]

[illegible] فرما دیتے۔

صحیح [illegible] آپ نے فرمایا کہ رحم اللہ [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] ابن عساکر مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رحم اللہ [illegible] یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رحم فرمائے۔

یہ [illegible] میں [illegible] [illegible] الف [illegible] الخ [illegible] وارد [illegible] فرمائے [illegible] دیا اور [illegible] فرشتہ [illegible]

[illegible]

[illegible] رحمہ اللہ [illegible] رضی اللہ عنہم [illegible] کتب حدیث ملاحظہ ہوں۔

[illegible] کوئی بات [illegible] یاد کرایا تو [illegible] حدیث نبوی [illegible]

اس قسم کے کاموں کی غذا انہی کو ہے جو حضور والسلام کی زندگی تک محدود
ہے۔ اس کے بعد یہ قسم ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وفات کے بعد مستقل ان کی ضرورت
نہیں اور دوسری قسم کے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متعلق
ہیں نہیں آئے تو غذا کی ضرورت نہ زندگی میں نہ وفات کے بعد
تفصیل دوسرے مقام پر ... رد المحتار میں ... ملاحظہ ہو
میں بھی اسی سے ...

جبرئیل کی ایک حدیث

مجمع الزوائد میں ہے جو ایک طویل روایت ... برادر عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ... ثم وضع
في ... الآخر ... على ... جبريل
جبریل علیہ السلام ثم میکائیل ثم اسرافیل علیہما السلام ...
ثم دخل ... صفوف ... الحدیث ... صفوف ...
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگرچہ اس روایت کی بابت صاحب کتاب نے
فرمایا ہے کہ ... اس کی سند میں
ایک راوی مجہول ہے ... تاہم یہ اسے اپنے مدعا
میں مطلب ... ثابت کرنا ...

جب میت ... چارپائی پر رکھا جائے، تو پھر ...
میں لے جا کر رکھ دیا جائے ... اور اس کے ... فرشتہ ...
... فرشتے ... جیسا کہ ہم نے ایسا ہی ...
جبریل علیہ السلام ... کے ساتھ ہم نے ... تکبیر ...
الملائکۃ ... فرشتوں کی ... قرآن مجید ... ان
... تنزل ... لکم ...

(۱۲) ... اور مسلمانوں کی نسبت جو شریعت اسلام نے بیان فرمادی ہوئی ہے
اور یہ بیان کیا گیا ہوں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ میں فرشتے شامل
ہوئے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں بھی وہ شامل
ہوئے ہوں تو کوئی مانع نہیں۔ اور جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت ابوبکر رضی
اللہ عنہ کی امامت کو مانع نہیں ہے کہ انہوں نے کعبہ کے پاس رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی تھی (بخاری ومسلم) لیکن یہاں پر بھی اس طرح کہا
گیا ہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے مکبر کی حیثیت سے ہوں گے جیسے کہ
ایام مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کرائی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ
آپ کے پیچھے مکبر کی حیثیت سے کھڑے تھے [illegible] بصلوٰۃ
[illegible]
[illegible] والناس مقتدون بصلوٰۃ ابی بکر
رضی اللہ عنہ [illegible] اور ان کی امامت ابوبکر
رضی اللہ عنہ [illegible] ثابت ہوتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

ترجمہ } (۱) [illegible] حضرت [illegible] کے پاس آئے

[illegible]

اور کہا لوگوں نے اللہ کی قسم [illegible] رسول پاک کو جنت البقیع میں دفن کریں
اور یہ گفتگو ہو رہی تھی ایک شخص ([illegible]) نام [illegible] ان لوگوں کے پاس
آئے اور کہا [illegible] اور [illegible] امام ہیں اور [illegible] فرمایا کہ
[illegible] دفن کیا جاوے [illegible] انتقال ہو [illegible] دروازہ پر کھڑے ہوئے اور
خود نماز جنازہ پڑھی [illegible] لوگوں کو حکم دیا [illegible]

[illegible] روایت [illegible] نماز جنازہ رسول [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] لوگوں [illegible] اتفاق [illegible] امام بنایا [illegible] لیکن جناب [illegible]
[illegible] امامت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] روایت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور تمام مہاجرین اور انصار نے فوج در فوج نماز جنازہ پڑھی۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جب امام ابوحنیفہ صاحب پر واضح ہو تو [illegible] کا مسئلہ بیان ہے۔ اس لئے بقول حضرت امام صاحب جب مہاجرین و انصار کا نماز جنازہ رسول پڑھنا ثابت ہے تو کیونکر شیعوں کی بات [illegible] آپکا جنازہ نہیں پڑھا۔ یا وقت رکھتے ہے [illegible] حضرت [illegible]

موصوف نے اس جگہ شیعہ کی کتاب [illegible] مجلس اول سے نقل فرمایا ہے کہ عن ابی جعفر [illegible] قال [illegible] کیف نصلی علیہ فقال علی علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامنا حیا ومیتا فدخل علیہ عشرۃ عشرۃ فصلوا علیہ یوم الاثنین ولیلۃ الثلثاء حتی الصبح ویوم الثلثاء حتی صلی علیہ [illegible] بغیر امام:

حضرت باقرؑ نے فرمایا لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام پر کس طرح نماز پڑھیں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آپ زندگی میں اور بعد وفات بھی ہمارے امام ہیں۔ دس دس نے داخل ہو کر آپ پر نماز پڑھی پیر کے دن اور منگل کی رات صبح تک نماز ہوتی رہی اور منگل کے دن حتی کہ تمام [illegible] مدینہ اور اطراف کے لوگوں نے بغیر امام کے نماز پڑھی

مولوی صاحب موصوف نے اس کتاب [illegible] فروع کافی سے یوں بھی نقل فرمایا ہے کہ عن [illegible] یعقوب [illegible] عبد اللہ [illegible] جنازۃ [illegible] بغیر [illegible] امام جعفر [illegible] جنازہ [illegible] کوئی [illegible] نہیں

اس سے [illegible] ثابت [illegible] کے بعد جو لوگوں [illegible]

وہ در اصل آخری زیارت کے طور پر تھا۔ ورنہ اگر [illegible]
قبلہ بھی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ بھی شرط ہے اور قیام بھی ضروری ہے [illegible]
قرأت فاتحہ بھی ضروری ہے اور درود و سلام بھی ضروری ہے [illegible]
[illegible] کے ساتھ خارج ہونا بھی ضروری ہے

مسئلہ: مزنی نے امام شافعی سے منقول ہے کہ [illegible] غسل [illegible]
[illegible] الامر آخر [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو غسل دینا اور اس پر
جنازہ پڑھنا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود [illegible] مقرر کیا ہوا [illegible]
ہے۔ اس سے صرف دو شخص مستثنیٰ ہو سکتے ہیں جنہیں خود آپ نے
مستثنیٰ فرمایا ہے۔ اس سے کسی کو مستثنیٰ کرنا [illegible]
نہیں۔ صحیح بخاری [illegible] ارشاد ہے کہ اگر کوئی محرم کی حالت میں [illegible]
ہے۔ تو غسل [illegible]
[illegible]
دونوں چادروں میں [illegible]
[illegible] کے سر [illegible]
[illegible] ہوا اٹھے گا۔

غسل کی [illegible]
رہا بلکہ اس کو ذکر تک بھی نہیں فرمایا [illegible]
سب کا اتفاق ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ صاحب ثبوت کا [illegible]
اس کا [illegible] بھی [illegible] ذکر بھی ہے اور [illegible]
کا ذکر [illegible] اور [illegible] شریعت [illegible] تائید کرتے ہیں۔

[illegible] شہید کی بنا پر رسول اللہ [illegible] غسل دیا گیا [illegible]
[illegible] شہید کی [illegible]

[illegible]

ہوئی جس کے ساتھ کانوں یا کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھے گئے ہوں
نہ ثنا وغیرہ کی قراءت ہوئی دیگر سہ تکبیرات ہوئیں جن میں درود و سلام پڑھا
گیا اور دائیں بائیں چہرہ پھیر کر سلام پھیرا گیا۔ ان امور کی کسی روایت میں
سنت اور رکن کی تصریح نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف انبیائے کرام علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ اور اس میں چار تکبیروں کی تصریح عموماً اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اور اس میں چار تکبیروں کی تصریح خصوصاً
میں بیان کرتا ہوں۔

صحیح مسلم، مسند امام احمد، نسائی، ابن ماجہ میں سعد رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ انہوں نے اپنی مرض الموت میں وصیت فرمائی کہ میرے لئے لحد بنائی
جائے اور اس پر اینٹوں سے بند کیا جائے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ہوا تھا۔

[illegible] سب سے پہلے نبی اللہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ کام شروع
[illegible] میں بیان کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری
رہا [illegible]
رواہ البخاری مرفوعاً [illegible] اللحد لنا والشق لغيرنا حديث رواه ابوداود
مرفوعاً [illegible] رواه ابن ماجه
[illegible] جب اینٹوں کو رکھا گیا۔ تو اس وقت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی اللهم اجرها من الشيطان ومن عذاب
القبر اللهم جاف الارض عن جنبيها وصعد روحها ولقها منك رضوانا۔ اور
[illegible] جلد ۲ میں [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلبند
آپ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کی لحد کو اینٹوں سے بند کیا گیا تھا۔ اور مستدرک
[illegible] جلد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو
جب لحد میں رکھ کر اینٹوں کو جوڑ دیا تو پھر ان کی جھریوں کو بھی بند کر دیا تھا۔

سعد رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ بلکہ باضابطہ شرعیہ جنازہ پڑھایا گیا اور لحد بنائی گئی اور اینٹوں سے بند کیا گیا۔ جیسے کہ میں یہاں (۱) شروع میں بیان کر آیا ہوں اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ جیسے کہ فرشتوں نے ہدایت کی تھی۔ مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم نے اخبار اہل حدیث مورخہ ۱ اپریل ۱۹۴۲ء میں اہل تشیع کے اس اعتراض کا کہ

"حضرت ابوبکر وغیرہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہیں پڑھا؟ یوں جواب دیا ہے

ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عداوت میں ایسے غافل کیوں ہو گئے ہیں۔ کہ ان کو اپنی مذہبی کتب کی تصریحات کا بھی علم نہیں رہا معترض کے جواب میں ہم شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب سے اصل عبارت پیش کرتے ہیں جو یہ ہے۔

بسند حسن از حضرت صادق روایت کردہ اند کہ پس بخدمت حضرت امیر المومنین (علی) آمدہ و گفت کہ مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند و ابوبکر باپیشند و بر آنحضرت نماز (حیات القلوب جلد دوم ص ۶۹۱)

یعنی امام جعفر صادق سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت کے چچا حضرت عباس حضرت علی کے پاس آکر کہنے لگے کہ لوگ اس بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ کہ

۱؎ یہ بنیا اعتراض ہے پرانا نہیں [illegible] ذات شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ [illegible] دیتے یہ بعد میں پیدا ہوا ہے اور مولانا ثناء اللہ صاحب [illegible] اچھا جواب دیا ہے [illegible]

۲؎ مولوی عبد العزیز صاحب ملتانی نے اپنے [illegible] کہ آنحضرت [illegible] مدینہ [illegible] تمام چھوٹے بڑے مرد و زن نے جنازہ پڑھا

آنحضرت کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے اور حضرت ابوبکرؓ پیشِ امام ہو کر
آنحضرت پر نماز جنازہ پڑھائیں۔

اس عبارت سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں شریک تھے اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شریک ہی تھے اور انہیں کی امامت کی اب یقینی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت سے نماز جنازہ خود پڑھائی

نوٹ) شیعہ دوستو! اس روایت کو انصاف سے دیکھو اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو ملحوظ رکھ کر اس کو سمجھو کہ یہ روایت نہ صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم کی شرکت جنازہ کا فیصلہ کرتی ہے بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آئندہ خلافت پر روشنی ڈالتی ہے کیونکہ بقول حضرت عباس رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام بالاتفاق چاہتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ کی امامت کرائیں۔ اس لئے ہم بھی آپ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ کہ

ابوبکر) گیا یا نہیں تم کو کیا ہے کہ روتے ہو تم جی
ہوں ادھر کیا وہاں ہیں کوئی شک بھی نہیں

لاکھ شیعہ الفاظ پر مولوی صاحب کا اور نوائی حوالہ نہیں گزرا یہ ٹھیک ہے تو پھر آپ نے دوسری جماعت کرائی ہو گی۔ پھر دیگر ایسے لوگوں کو جو اس وقت بھی پہنچ نہیں سکے ہوں گے اجازت دیدی کہ اپنے طور پر درود سلام پیش کریں۔ اور آخری زیارت سے مشرف ہوں بار بار جماعت کا کرنا کوئی ضروری نہیں۔ اور عورتوں کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔

ترکِ جماعت کے وجوہ اور ان کی تغلیط

دوسرا یہ کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں فوت ہوا وہاں دفن ہوئے۔ یہ ایک جداگانہ مسئلہ ہے جو یہاں اتفاقاً آ گیا ہے

اس لئے میں اس بات کو مزید واضح کر دیتا ہوں کہ جنازہ [illegible] روایات
جب مراسیل اور صحاف میں تو دفن کا قانون بھی نہیں ہے۔ تو دفن جیسے
صحیح ہوا کہ آپ کا دفن غلط ہوا۔ البقیع نو تدبیر مناسب تھا۔ جیسے کہ
اصولاً طے ہو چکا ہوا ہے۔ تو معروض ہے کہ جنازہ کا تحفظ روایات کے
سپرد ہے۔ کہ یہ وقتی بات ہے اور روایات میں محفوظ نہیں رہا۔ لیکن دفن
روایات کے سپرد نہیں۔ بلکہ اب بھی مشاہدہ ہو رہا ہے۔ کہ وہ [illegible]
پر ہی مدفون ہیں اور جنازہ کا اب کوئی مشاہدہ نہیں کر [illegible] ہوا تھا۔
اصولِ شریعت سے یہ پیش نظریہ ماننا پڑے گا۔ کہ اس [illegible]
ہوا ہے۔ خلاف ہرگز نہیں۔

ابن ماجہ کے حاشیہ پر امام نووی سے منقول ہے کہ اس میں اختلاف
ہے۔ کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھا گیا ہے۔ یا نہیں
بعض کا خیال ہے کہ پڑھا تو گیا مگر جماعت نہیں ہوئی اور بعض کا خیال ہے
کہ اصلاً جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ اس کے لئے ایک وجہ بیان ہوتی ہے
ایک [illegible] نہیں ہوا تھا۔ مگر یہ وجہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہوئے۔ [illegible] اس [illegible]
اسباب بیان کئے ہیں اور سب بیکار ہیں [illegible]
عملوں کا زیادہ [illegible] ہے کہ ابھی تک کوئی خلیفہ منتخب نہیں ہوا [illegible]
اور دفن میں دیر ہو رہی تھی۔ اس لئے یہ صورت پیش آئی [illegible]
صفحہ جلد ۲ میں محمد بن اسحاق صاحب مغازی سے منقول ہے کہ [illegible]

اور حضرت صاحب نے بھی ص ۲۶۰ میں فرمایا ہے کہ [illegible]
[illegible] يوم الاثنين [illegible] يوم الثلاثاء [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] ابی بکر [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] ص ۲۹۸ فرمایا [illegible]
[illegible] يوم الثلاثاء [illegible]
[illegible]
[illegible] تو اس وقت خلافت [illegible]
[illegible]
[illegible] شریف [illegible]

حافظ صاحب نے بدایہ جلد ۵ میں فرمایا ہے کہ [illegible]
[illegible] لکن لم یؤمهم امام [illegible] ثم شرع في تجهيزه [illegible] اسلام [illegible]
ابی بکر رضی اللہ عنہ [illegible] سے ثابت نہیں کہ امام
انتخاب نہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ علیحدہ جنازہ پڑھا گیا تھا۔

اچھا تو اگر یہ ٹرکی وجہ بھی غلط ہے تو پھر نماز جنازہ باجماعت حسب
ہدایات شریعت ضروری ہے اور انفرادی صورت اس سے جداگانہ
ہے جو کہ آخری زیارت سے متعلق ہے۔ اگر جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھنا تھا
اور جماعت نہیں کرائی تھی تو پھر انتخاب کی وجہ سے اس کی تاخیر بے معنی
ہو جاتی ہے

امام بیہقی نے سنن کبریٰ جلد ۴ ص ۳۰ میں امام شافعی سے نقل فرمایا ہے۔ کہ
وذلك لعظم امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بابي هو وامي وتنافسهم في
ان لا يتولى الامامة في الصلوة عليه واحد وصلوا عليه مرة بعد اخرى۔ جنازہ بھی
تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کی شان بہت بلند ہے اور لوگوں کی آمد بہت
زیادہ تھی اس لئے ایک باجماعت کے بعد انہیں علیحدہ علیحدہ جنازہ [illegible]

اجازت دیدی گئی تھی، بار بار جماعت سے افتراق اور پابندی کا شبہ
پیدا ہو جاتا، دوسرے ابھی دفن میں تاخیر ہو جاتی۔

حضرت [illegible] احمد [illegible] نے [illegible] کہ [illegible]
[illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]
[illegible] مناسب [illegible] آپ کے بعد خلیفہ اول [illegible] فرمائیں [illegible]
[illegible] کہ وہ [illegible] فرمایا [illegible]
بات [illegible] تین دن بعد [illegible] ہوگا [illegible]
خلیفہ اول [illegible] ہوں گے۔ اور [illegible] نماز بھی پڑھے گا [illegible]
سوائے [illegible] نہیں ہوگا۔

علاوہ [illegible] یہاں دفن ہونے [illegible]
[illegible] چنانچہ صحیح بخاری [illegible] مسلم میں [illegible]
[illegible] وفات کا ذکر ہے کہ انہوں نے جناب [illegible] عرض کیا [illegible]
قبر بیت المقدس کی سرحد پر چاہتا ہوں اس لیے مجھے [illegible] مہلت دی
جائے کہ میں وہاں تک پہونچ جاؤں چنانچہ وہ وہاں پہونچے جہاں
دفن ہونا تھا تو روح قبض ہوئی اگر یہ مناسب نہیں تو وہ اپنے [illegible]
کر وصیت فرما دیتے کہ مجھے وہاں لے جا کر دفن کیا جائے۔ [illegible]
سے ایسی تجارت کی کوئی ضرورت نہیں کہ مجھے [illegible]
حافظ [illegible] فتح الباری میں اس حدیث [illegible]
[illegible] فرمایا ہے [illegible] اس کی [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

سوال [illegible]

جواب [illegible]

سوال} اب تو نبوت ختم ہے۔ جب اس کا دروازہ کھلا تھا۔ تو اگر وہ کسی دوسرے کی جگہ میں فوت ہو جاتا تو کیا اس جگہ اسے دفن کر دیا جاتا تھا یا کہ اسے اٹھا کر اس کی اپنی جگہ یا کہ اس کی قوم کی ملکیت میں دفن کیا جاتا تھا۔ جیسے کہ کوئی سبجیکٹ لاہور کے پلیٹ فارم میں [illegible] یا اسی طرح کلکتہ میں فوت ہو جائے۔ تو کیا اسے وہاں ہی دفن کر دیا جائے۔

جواب} حدیث [illegible] حصہ ۴ جلد ۳ [illegible] بیان ہوئی ہے۔ بلکہ [illegible] پر یہ حدیث بحوالہ کنز العمال [illegible] نمبر یوں درج ہے کہ ما من نبی [illegible] علی دفنہ الا دفن فی الموضع الذی تقبض فیہ اگر کوئی امت اپنے فوت شدہ نبی کو کہیں سے کہیں لے جائے۔ اور اس کا مدفن کسی دوسری جگہ بنانا چاہے اللہ پاک اس کی قدرت نہیں دیگا۔ اگر وہ لاہور میں فوت ہو کر اس کے قبرستان میں دفن ہو جائے تو دوسرے [illegible] کی ضرورت [illegible] نہیں ہے۔ مگر اللہ پاک کا یہ ایک خاص تصرف ہے۔ کہ اس نے ایسا نہیں ہونے دیا۔

یہ دو کتاب ہے جو مرزا صاحب کی زندگی میں شائع ہوئی۔ اس پر خلیفہ اور امیر دونوں دیگر اکابر جماعت سلسلہ احمدیہ کے دستخط تصدیق کے ثبت ہیں۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ وہ انہیں لاہور سے قادیان لے جا کر دفن کریں گے۔ اور یوں اس کے دعویٰ نبوت کو باطل ٹھیرائیں گے

سوال} پیدائش باب ۵۰ میں ہے کہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر میں فوت ہوئے اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصیت فرمائی کہ مجھے کنعان کی زمین میں دفن کریں کہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حسب وصیت اسے کنعان میں لیجا کر دفن کیا اور پھر واپس چلے آئے۔

[illegible]

جواب ۵} وَتَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ [illegible] وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ
خَرُّوا لَهُ سُجَّدًا يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا (یوسف)
اور [illegible]
[illegible]
[illegible] مگر کسی وصیت کا ذکر [illegible]
[illegible] تک نہیں [illegible] بیان
کر دیا ہے۔

اگر انہوں نے کوئی ایسی وصیت کی تھی تو انہی وصیت فرما دیتے کہ مجھے
وہاں لے جا کر دفن کرنا [illegible] پر فوت ہو کر دفن ہونا پسند کرتا ہوں کیونکہ انبیاء علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو اپنی وفات کی پیشتر خبر ہو جاتی ہے۔ مگر انہوں نے ایسا
نہیں فرمایا تھا۔ یہ غلط ہے۔

اگر یہ وصیت [illegible] ہے [illegible] مصری زندگی میں کبھی ہوئی ہوگی تو اس
کے آخری ایام میں وہاں چلے گئے ہوں اور وہاں جا کر بیمار ہو گئے ہوں۔
اور اس کی اطلاع پا کر بیٹے سب پہنچے ہوں اور قرآن مجید کی بیان کردہ
وصیت سن کر وہیں ان کی وصیت کے مطابق دفن کیا ہوگا۔

سوال} بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوسف علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو مصر سے اپنے جدی ملک میں لے جا کر دوبارہ دفن کیا
تھا۔ اسے قدرت کیسے ہوئی اور کیا اس کی نبوت پر کچھ اثر پڑا تھا جو
کہ مرزا صاحب کی نبوت پر ڈالا جا رہا ہے

جواب ۱} اس روایت کی صحت کا اس وقت مجھے علم نہیں۔
جواب ۲} اس روایت کے تمام طریقے اس وقت مجھے مستحضر نہیں
جواب ۳} دفن تو وہاں ہی ہوئے جہاں فوت ہوئے اور یہ ذکر صدیوں بعد
کا ہے۔

دیوار گرنے پر جب دوبارہ کھود ڈالی تو ایک قدم ظاہر ہوا۔ شبہ ہوا کہ یہ نبوی قدم ہے تو عروہ نے کہا نہیں یہ تو حضرت عمر کا قدم ہے نبوی قدم نہیں۔ یہ واقعہ سنہ ۸۱ھ کا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کا یہ قدم ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک محفوظ پایا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبوی قدم کے ساتھ فاروقی قدم بھی محفوظ سمجھا گیا تھا۔ اور قدم کی سلامت سارے جسم کی سلامتی پر دال ہے۔

صحیح بخاری پارہ ۵ (ج ص ۲۹۶) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کو ایک شہید احد کے ہمراہ دفن کیا گیا تو انہوں نے اپنے والد کو چھ ماہ بعد وہاں سے نکال کر دوسری جگہ علیحدہ دفن کیا تو ان کی نعش درست سالم تھی۔ موطا امام مالک (ص ۲۱۲) میں ہے کہ عمرو اور عبداللہ رضی اللہ عنہما دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ تو سیلاب ہونے نالہ کا ان کی قبروں پر اثر ہوا تو دیکھنے پر معلوم ہوا کہ دونوں سالم ہیں۔ یہ واقعہ دفن سے ۴۶ سال بعد کا ہے۔ اور سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ چشمہ جاری کرنے پر جب ان کی قبروں پر اثر ہوا تو انہیں نکال کر دیکھنے پر معلوم ہوا کہ دونوں سالم محفوظ ہیں اور یہ واقعہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ہے۔

ان ہر سہ بیانوں کا اختلاف ہے تو ان عبارتوں میں ان کی تطبیق یہ دی جاتی ہے۔۔ موطا کا بیان بلا سند ہے اور سیرت کا بیان مشہور کا جس کا کوئی پتہ نہیں بخاری کا بیان تو بالاتر صحیح ہے اور منصب حاصل ہے بہر حال جسم کی حفاظت و سالمیت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لازم ہے تاکہ نہیں اور دوسروں کے لئے اتفاق سے لازم نہیں۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا سچا نبی ہے۔ اس کی بابت حدیث میں آیا ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت جو قصہ مشہور ہے اس کی تکذیب ہم بیان مسائل دین کی دوسری اشاعت میں مزید بیان کے ساتھ شائع کر چکا ہوں۔

صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بئر اریس میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے اور میں آپ کے دروازہ
پر بطور محافظ کھڑا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو جنت کی
بشارت سنا کر اندر کی اجازت دی تو وہ بھی اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر
عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں بھی جنت کی بشارت سنا کر اندر کی
اجازت دی تو وہ بھی اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ
لائے تو آپ نے انہیں بھی جنت کی بشارت سنا کر اندر کی اجازت دی تو وہ بھی
اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے
انہیں بھی جنت کی بشارت سنا کر داخل کی اجازت دی تو وہ سامنے بیٹھ گئے۔
کنویں میں نہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگرد سعید بن مسیب نے یہ حدیث
سناتے وقت فرمایا کہ اس سے ان کی قبروں کی کیفیت معلوم ہوتی ہے
فاولتها قبورهم اور کہ فاولت ذلك انتباذ قبره من قبورهم۔ عثمان رضی
اللہ عنہ کی قبر ان سے علیحدہ بقیع میں ہے۔

اور اخبار مدینہ میں سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ان قبور الثلثة
فی صفة بیت عائشة وهناك موضع قبر يدفن فيه عيسى عليه السلام۔ و
ان تینوں قبروں کی کیفیت سے ظاہر ہے کہ اس جگہ عیسیٰ علیہ السلام
کی قبر کے لئے جگہ خالی ہے۔

حافظ صاحب نے فتح الباری میں اس پر فرمایا ہے کہ الاجتماع هنا
مع النبي صلى الله عليه وسلم في الدفن وانفراد عثمان عنهم في البقيع۔ یعنی اس
میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ اور
عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوں گے۔ ـــــ اور عثمان رضی اللہ
عنہ ان سے علیحدہ بقیع غرقد میں مدفون ہوں گے اور ایسا ہی ہوا۔
یہ واقعہ جیسے کہ یہاں بیان ہوا ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو پیش آیا
دیگر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ واقعہ محافظ رسالت زید بن ارقم کو

اللہ عنہ کو بھی پیش آیا (مسلم) اور نیز یہ واقعہ بلال کو بھی پیش آیا (طبرانی)
یہ واقعہ بار بار اس لئے ہوا کہ بات پختہ ہو کر ظاہر ہو جائے ۔
ابو داؤد اور مستدرک حاکم میں قاسم سے مروی ہے کہ دخلت علی عائشۃ
فقلت یا امہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فکشفت
عن ثلاثۃ قبور الحدیث میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض
کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور [illegible] ابوبکر و
عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں دکھا دو تو صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ
تینوں قبریں اپنے مکان میں دکھائیں ۔

سوال } صحیح بخاری میں ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات
کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے فرزند عبداللہ کو بھیجا
کہ مجھے اپنے حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے ۔ تو انہوں نے جواب
دیا کہ میرا خیال تھا کہ میں خود بھی اس میں دفن ہوں لیکن میں انہیں
اجازت دیتی ہوں کہ وہ مدفون ہوں ۔ بعض روایتوں میں ہے [illegible] اگر عمر
رضی اللہ عنہ کے لئے جگہ نہ ہو چکی ہوتی ۔ تو پھر اجازت کی
کیا ضرورت تھی

جواب } اجازت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا [illegible] بعد [illegible]
ہونا تھا تو اپنی جگہ پر مدفون ہوں گی اور
وہ [illegible] جگہ پر مدفون ہوں گے میری جگہ پر نہیں کہ اسے حجاب ہے [illegible]
اور پردہ [illegible]

مشکوٰۃ میں بحوالہ مسند امام احمد مروی ہے کہ کنت ادخل بیتی
الذی دفن فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی فاضع ثوبی واقول انما ہو زوجی وابی فلما دفن عمر
معہم فواللہ ما دخلت الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر [illegible]
[illegible] ابن سعد وغیرہ کا میرے حجرہ میں [illegible] خاوند تھا اور میرا باپ

تھی . تو یہ درد نہیں کیا کہ پیر عمر بھی [illegible] یہاں پر دفن ہوئے تو پھر ترتیب پڑ گئی تھی
داخل ہوئی تھی . [illegible] سے [illegible] البخاری میں فرمایا ہے کہ مشغول بہا
الدفن ھنالک مکان عمر [illegible] بخلاف [illegible] اور بیچ سے
تو یہ درد نہیں کیا [illegible] نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا ذکر فرمایا [illegible] کی یہ شہادت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

منبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں قبر کی
جگہ بیتی آیا ہے۔ میرے گھر یا میری قبر سے میرے منبر تک جو جگہ ہے وہ جنت
کی ایک جگہ ہے۔ درمنثور میں بحوالہ بیہقی جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے
کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض
الجنۃ۔ ملا علی قاری نے فرمایا ہے کہ وفی ھذا الحدیث معجزۃ بیان یوقف
علیہ وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ
علی ما فی بعض الاثار وعلی ما فی سواد منہ بین بیتی ومنبری روضۃ من
ریاض الجنۃ فکان تصحیحہا یجب بان یکون لبیت ھو قبرہ ویکون ذلک
معجزۃ من علامات نبوۃ جلیلۃ القدر ولان اللہ عزوجل قد اخفی علی
کل نفس بای ارض تموت بقولہ عزوجل وما تدری نفس
بای ارض تموت فلا علم الموضع الذی یموت فیہ والموضع الذی فیہ قبرہ
حتی علم بذلک فی حیاتہ وحتی اعلمہ من علمہ من امتہ فھذہ منزلۃ
لا منزلۃ فوقہا زادہ اللہ تعالی شرفا وخیرا۔ اس حدیث کے بعض طریقوں میں
قبر کا لفظ اور بعض میں بیتی کا لفظ آیا ہے۔ اور دونوں کا ایک ہی مطلب ہے
کہ آپ کی قبر آپ کے گھر میں مقدر تھی جس کا آپ کو اپنی زندگی میں علم دیا گیا تھا
اور آپ نے اپنے صحابہ کرام کو اس کا پتہ بتا دیا تھا۔ اور یہ ایک بہت بڑا شرف
اعزاز ہے۔ جو دوسروں کو نہیں دیا گیا۔ کیونکہ ان کی بابت صاف ارشاد ہے۔ کہ
کسی کو سوائے اللہ پاک کی ذات کے کوئی اطلاع نہیں دی گئی کہ وہ کہاں مرے گا اور
کہاں اس کی قبر ہوگی۔ جیسے کہ سورہ لقمان میں ہے۔

صحیح بخاری پارہ ۴ اور صحیح مسلم جلد ۱ میں یہ روایت بالفاظ ما بین بیتی
ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ عبد اللہ بن زید مازنی اور ابوہریرہ رضی
اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں
فرمایا ہے۔ کہ وقع فی حدیث سعد بن ابی وقاص عند البزار بسند رجالہ ثقات

وعند الطبرانی من حدیث ابن عمر بلفظ القبر فعلی هذا المراد بالبیت فی قوله بیتی احد بیوته لا کلها وهو بیت عائشة الذی صار فیه قبره وقد ورد الحدیث بلفظ ما بین المنبر وبیت عائشة روضة من ریاض الجنة اخرجه الطبرانی فی الاوسط. بزار میں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیت کی جگہ قبر مرفوعاً مروی ہے نیز طبرانی میں مرفوعاً مروی ہے اور طبرانی میں مرفوعاً یوں مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے جس میں میری قبر ہوگی منبر تک جگہ مثل جنت کے ہے۔

امام نووی اور علامہ عینی نے طبری سے نقل فرمایا ہے کہ المراد بیتی هنا قولان بیت سے مراد قبر بھی ہو سکتی ہے. جیسے کہ زید بن اسلم نے فرمایا ہے اور یوں مروی بھی ہے. کہ قبری [illegible] اور بیت سے مراد آپ کی رہائش گاہ بھی ہو سکتی ہے. جیسے کہ مروی ہے [illegible] اور طبری نے کہا ہے. کہ دونوں کا ایک ہی مطلب ہے، لان قبره فی حجرته وهی بیته آپ کا گھر اور حجرہ اور قبر مبارک کا ایک ہی مطلب ہے۔

وفاء الوفاء جلد ۱ میں طبری سے منقول ہے. کہ واذا کان قبره صلی اللہ علیہ وسلم فی بیته اتفقت معانی الروایات ولم یکن بینهم خلاف جب آپ کی قبر آپ کے گھر میں ہوئی تو تمام روایات میں تطبیق ہو کر ایک بات پر اتفاق ہو گیا کوئی اختلاف نہ رہا۔

مشارق الانوار کے ترجمہ تحفۃ الاخیار میں اس حدیث پر [illegible] کہ بعض روایت میں گھر ہے اور بعض میں حجرہ اور بعض میں قبر ہے [illegible] ایک ہی مطلب ہے. کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ جہاں حضرت [illegible] درمیان کی دفن ہوئے حضرت کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا ٹکڑا ہے [illegible] جنت میں رکھا جاویگا [illegible] عبادت [illegible] مقبول ہے. اس کی برکت سے جنت ملے گی. [illegible]

اکثر لوگ وہاں جاکر نماز پڑھتے اور دعا مانگتے ہیں"

اہم افادہ

وفی الصحیحین حدیث ابن عمر ما بین قبری ومنبری روضة من ریاض الجنة عبد اللہ بن زید سے بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ میری قبر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کی کیاری ہے۔ بخاری و مسلم میں جو روایت ہے ... دونوں کتابوں میں ہے

اور بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ پاک نے اختیار دیا ہے کہ آپ کا وقت پورا ہو چکا۔ اگر چاہو زندگی منظور ہے۔ تو دی ... ہے اور معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرمایا کہ یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی هذا ولعلک ان تمر بمسجدی هذا وقبری فبکی معاذ فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... آئندہ سال تو مجھے نہیں دیکھے گا اور شاید میری اس مسجد اور قبر کے ساتھ ہو گا۔ تو معاذ رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے۔

بخاری مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی آخری مرض الموت میں دی ... اس ... پر مجھے بھی دی گئی ہے۔ لہذا تیار ہوں ... حجۃ الوداع میں اپنے اللہ پاک سے اطلاع پاکر اعلان فرمایا کہ آئندہ سال حج کے موقع پر میری اس دنیا سے رخصتی ہو جائے گی۔

اس لئے اس حج کا نام حجۃ الوداع تھا کہ آپ نے لوگوں کو یہ فرما کر رخصت فرمایا تھا۔ جب آپ مدینہ پہونچکر بیمار ہوئے تو آپ نے جیسے کہ

صحیح بخاری وغیرہ میں ہے۔ اپنی بیویوں سے اجازت طلب فرمائی کہ میں عائشہ کے گھر میں رہونگا۔ تو ان سب نے اجازت دیدی صلی اللہ علیہ وسلم و رضی عنہن۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دفن کے لئے آپ نے یہی جگہ پسند فرمائی اور یہی اللہ پاک کو منظور تھا۔ لہذا یہ خیال کہ یہ جگہ صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے تجویز کی غلط ہے۔ یہ الٰہی فیصلہ ہو چکا ہوا تھا۔ جس کی تعمیل کی گئی۔

سوال} رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قبروں میں مساجد تعمیر نہ ہوں اور کہ مساجد میں قبور نہ ہوں۔ اور کہ ان میں نماز نہ پڑھی جائے۔ مگر مسجد میں صاحب مسجد کی قبر بنادی گئی۔ حالانکہ یہ ضابطہ شرعیہ کے خلاف ہے

جواب} امام ابن تیمیہؒ نے اقتضاء الصراط میں مسند ابو یعلی سے نقل فرمایا ہے۔ کہ علی بن حسین نے اپنے باپ حسین سے روایت کی ہے۔ کہ میرے باپ علی رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا۔ کہ لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث میری قبر پر میلہ نہ لگایا جائے ورواہ الضیاء فی المختارہ وسعید بن منصور فی سننہ وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ اور یہ بھی ہے کہ روایتیں مرسل ہیں ابوداؤد باب زیارۃ القبور میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ لا تجعلوا قبری عیداً الحدیث میری قبر پر میلہ نہ لگایا جائے اور جامع صغیر میں بحوالہ عبد الرزاق یوں ہے لا تتخذوا بیتی عیداً میرے گھر کو جس میں قبر ہے میلہ نہ بنایا جائے۔

ورواہ مالک وابن ابی شیبۃ میں ہے کہ انہ قال اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد۔ خدایا میری قبر کو بت نہ بنایا جائے جن قوموں نے اپنے انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبروں کو مساجد بنایا ہے ان پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑا ہے مراد

[illegible] ان کی [illegible] ہے [illegible] مروی ہے۔
[illegible] آپ نے اپنی اقامت [illegible]۔ اللہ [illegible]
نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی [illegible]۔

حوالہ [illegible] قبر [illegible] جب ابتدا اس کی
[illegible] ہوئی تو وہ اس کے [illegible] میں آگئی ہے اور [illegible] بات [illegible]
دوسری جگہ نہیں۔

حوالہ [illegible] امام بخاری [illegible] تجویز فرمایا کہ باب [illegible]
[illegible] نماز پڑھ رہا
[illegible] پوچھا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں تو [illegible]
[illegible] ہوتی ہے [illegible]
[illegible] قبول نہیں [illegible]
[illegible] امام [illegible] اس کے [illegible]
[illegible] تاکہ اس کی [illegible] ہو سکے تو

[illegible]
[illegible] صورت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی گئی ہے
[illegible] کی طرف [illegible] کوئی [illegible]

ایسی صورتوں میں کوئی حرج نہیں کہ حرم شریف کو کیا جائے

مجمع الزوائد جلد ۶ میں بحوالہ مسند احمد ابو یعلیٰ بزار طبرانی (حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرم میں داخل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو بیٹھ میں تیرے اوپر چڑھ کر دیکھوں میں نے ویسا ہی کیا۔ اور جب آپ میرے اوپر چڑھے تو میں آپ کو اٹھا نہ سکا تو آپ نے فرمایا کہ میں بیٹھتا ہوں تو چڑھ جب میں چڑھا تو آپ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے تو میں نے اوپر سے بت کو پکڑ کر پٹخ دیا تو وہ ٹوٹ گیا پھر ہم دونوں مسجد سے باہر نکل گئے اور چھپ گئے کہ کوئی دیکھ کر حملہ نہ کر دے۔ یہ ہجرت سے پیشتر کا واقعہ ہے۔

آجکل جہاں مسجد اقصیٰ ہے وہاں پر اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اس کا رخ بیت المقدس کی طرف ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز ادا فرمایا کرتے تھے جہاں پر آج کل مستقل مسجد ہے کہ قبلہ اور بیت المقدس دونوں طرف رخ ہو جاتا ہے خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا مگر وہ اس بات سے مانع نہیں ہو سکتا کہ آپ کے پیش نظر اللہ پاک کی ذات گرامی ہے بت نہیں۔

ابن ابی شیبہ بخاری مسلم ترمذی ابن جریر ابن منذر ابن مردویہ طبرانی بیہقی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت پر بیت اللہ کا طواف کیا تو حول بیت اللہ کے گرد اور اوپر ملے ہوئے تین سو ساٹھ بت تھے جن کی تعداد ... اور تاریخ الخمیس کی جلد دوم میں مستخرج ابو نعیم سے منقول ہے کہ اس میں ... صفا مروہ قریش ... مرکزی بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ طواف کرتے ہوئے ان کو اپنی چھڑی سے مارتے اور یہ آیت کریمہ پڑھتے جاتے تھے جاء الحق وزھق الباطل ... ابھی ... تک خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ مگر آپ نماز پڑھتے

یہ مسئلہ یک پیش نظر ہے ثبت نہیں۔

جواب } سنن ابن ماجہ اور مسند عبد الرزاق میں ہے کہ بیان فی مسجد[1]
وہ چند مسجد میں دفن ہوں اور ان کی قبریں ہیں۔ کہ بد فتنہ جہت کا ان
[3] پیشل فی مقام وہ جہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھایا کرتے تھے۔ وہاں پر دفن
ہوں۔ اور نشان امام مالک میں ہے کہ بین خندق المنبر دوا بنے منبر کے پاس
دفن ہوں۔ یہ سب خیالات ایک دوسرے کے قریب ہیں جن کو میں چلے بیان
کر آیا ہوں۔ انہیں تو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہ رائے کتنی کہ ان کا یہ
خیال تھا کہ یہاں قبر بنا آئندہ کے لئے یہاں نماز پڑھی دی جائے گی۔ بلکہ
یہ خیال تھا کہ نماز بدستور رہی۔ اس کی صورت کا کوئی خیال نہیں صورت
پیش نظر ہے۔ تو پھر امام بخاری کا مسئلہ ہی سہت ہے۔ اور بہ حدیث والا یہ
مسئلہ کا مختلف ہے اور کچھ نہیں۔ صحیح بخاری کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھتے اور میں آپ کے آگے
جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی۔ اور منبر میں شریف کی مسجد والے اور کوئی نہیں تو پھر
کوئی حرج نہیں۔

صحیح بخاری پارہ میں امام بخاری نے تعلیق ذکر کیا ہے۔ استاد ابو نعیم نے
اپنی کتاب مسند میں موصول بیان فرمایا ہے کہ رأى عمر بن الخطاب انس بن مالك
يصلي عند قبر فقال القبر القبر ولم يأمره بالإعادة۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انس
بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسی قبر کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ
قبر کی طرف متوجہ ہو کر نماز سے بچنا چاہیے۔ اور اس نماز کے دہرانے کا ارشاد
نہیں فرمایا۔ خلفائے راشدین بیان امام صاحب کی تمام سنت کی روایت ہے۔
بقیع غرقد یا ذیل مسجد نبوی شریف پر نماز عید اور نماز استسقاء اور نماز
جنازہ ہی ادا فرمایا کرتے تھے اور سنا کہ شہدائے احد کے وہم بھی یہاں ہی
ہوا کرتا تھا۔

اور اصل [illegible] ہے کہ [illegible] جھاڑو وغیرہ [illegible] بھی کرایا جاتا تھا۔

یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جس میں صحابہ کرام اور اہل بیت نبوت مدفون ہیں۔

حافظ صاحب نے فتح الباری پارہ ۱۲ ص ۲۶۳ میں امام خطابی سے نقل [illegible] کہ دفن الموتی فی البیوت لیس بمنھی فقد دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ الذی کان یسکنہ ایام حیاتہ یعنی کا اپنے گھروں میں مدفون ہونا شرعاً کوئی منع نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رہائشی مکان میں مدفون ہوئے تھے۔ اس لئے یہ کوئی منع نہیں۔

در منثور میں بحوالہ طبرانی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وادی بین الحجر [illegible] والرکن الیمانی [illegible] قبر [illegible] کان النبی منہم علیہ السلام اذا [illegible] قومہ [illegible] فیعبد اللہ حتی یموت۔ ترجمہ: رکن یمانی [illegible] کئی ایک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں ہیں جو [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کرتے فوت ہوئے وہ یہاں پر ہی مدفون ہوئے۔

در منثور ص ۱۳۶ میں بحوالہ ارزقی جندی احمد ابن جریر ابن ابی حاتم ابن [illegible] عبد الرحمن بن سابط سے مرفوعاً مروی ہے کہ کان النبی من الانبیاء اذا [illegible] قومہ [illegible] فیعبد [illegible] ومن معہ یتعبدون اللہ حتی یموتوا فیہا وان قبر نوح وھود وشعیب وصالح بین زمزم والرکن والمقام [illegible] زمزم اور مقام میں کئی ایک نبیوں کی قبریں ہیں۔ جو حج کے لئے یہاں پر تشریف لائے اور یہاں ہی فوت ہوئے۔ اور یہاں ہی وہ مدفون ہوئے۔ در منثور [illegible] میں [illegible] ابن سابط سے مرفوعاً مروی ہے کہ کان النبی من الانبیاء اذا ھلکت امتہ لحق بمکۃ فیتعبد فیہا ومن معہ حتی یموت فمات بہا نوح وھود وصالح وشعیب وقبورھم بین زمزم والحجر اور مستدرک حاکم [illegible] عن [illegible]

نیز سابق روایات سے مروی ہے کہ ما من ملک امۃ الا لحق بنبیہا بمکۃ فتعبد فیہا حتی
یموت دفن قبر بنہ و بین الحجر و زمزم۔
درمنثور میں بحوالہ ازرقی مقاتل تابعی سے مروی ہے کہ فی المسجد
الحرام بین زمزم والرکن قبر سبعین نبیا منہم ہود و صالح و اسمٰعیل و قبر
آدم و ابراہیم و اسحاق و یعقوب و یوسف فی بیت المقدس ہود صالح
ستر نبی مسجد حرام اور رکن کے درمیان مدفون ہیں۔
۳ زمزم سے جہاں فوت ہوئے یہاں ہی دفن ہوئے اور ۱ و ۲ حج
کے لیے تشریف لائے تو یہاں فوت ہوئے اور یہاں ہی دفن ہو گئے
۳ و ۴ ۵ [illegible] اپنے وطن میں اور ۵ و ۶ بیت المقدس میں مدفون
ہیں درمنثور جلد ۱ میں بحوالہ ازرقی عن عبد اللہ بن ضمرہ سے مروی ہے (ما
بین المقام الی الرکن الی بئر زمزم الی قبر سبعۃ وسبعین نبیا جاؤا حاجین
فتوفوا فقبروا ہناک) درمنثور میں بحوالہ البیہقی عن ابراہیم سے مروی
کہ (توفی [illegible] فدفن [illegible] ما بین الکعبۃ [illegible])
اور [illegible] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ ان قبر
اسمٰعیل فی الحجر۔ اور کتاب الآثار ص ۱۹ میں ہے کہ اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا
[illegible] (من الطبقۃ السادسۃ) قال ما من نبی ہلک [illegible] عن
قومہ الی الکعبۃ یعبد ربہ وان حولہا قبر ثلاث مائۃ نبی۔ بقول سالم
تین سو ۳۰۰ کے قریب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خانہ کعبہ کے قرب و
جوار میں مدفون ہیں جو کہ اپنی اپنی قوموں کے تباہی کے بعد یہاں پہونچکر قیام
کیا اور اللہ پاک کی عبادت اور تبلیغ و اشاعت کرتے فوت ہوئے۔
نیز آثار میں ہے کہ اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا عطاء بن السائب
(من الطبقۃ الخامسۃ) قال قبر ہود و صالح و شعیب فی المسجد الحرام
یعنی حضرت ہود و صالح و شعیب ہر سہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مسجد

لہ یہ نمبر ۲ پر ہے۔

حرام میں مدفون ہیں۔ مجمع الزوائد جلد ۳ میں بحوالہ بزار اور جامع الصغیر میں بحوالہ طبرانی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، کہ فی المسجد الخیف قبر سبعین نبیاً مسجد خیف میں ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔ ورجال البزار ثقات

اور کنز العمال جلد ۶ میں بحوالہ کنی حاکم عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ ان قبر اسماعیل فی الحجر۔ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حجر (حطیم) میں مدفون ہیں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ میں ہے کہ "الاظہر ان مرقد اسماعیل علیہ السلام فی المسجد الحرام عند الحطیم۔ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر حطیم کے پاس ہے۔

اور یوں بھی فرمایا ہے کہ ان صورت قبر اسماعیل علیہ السلام وغیرہ مندرسۃ ایکی و نیز دیگر قبروں کا حرم شریف میں اب کوئی مرئی نشان نہیں۔

یہ اس لئے کہ ان کی امتوں کا کوئی پتہ نہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس وسعت کے ساتھ اور قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا ہے روضہ مبارک کا اب بے نشان ہونا قطعاً ناممکن ہے یہ ایسا ہی بقاء ہے جیسے کہ آپ کی نبوت کا قیامت تک بقاء ہے اللھم صل علیہ وسلم دائما ابداً ما دامت السموات والارض واجعلنی من اتباعہ وخدامہ وارزقنی شفاعتہ یوم القیامۃ (آمین)

---

۱ ان کی قبر مسجد خیف میں بتائی گئی ہے۔ جیسے کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔ (ازری)

۲ مستدرک [illegible] میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ قبر یمن میں ہے (ازری)

معصوم بچوں کا جنازہ شرعاً ثابت ہے

ترمذی ابن ماجہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ الطفل یصلی علیہ بچہ پر بھی جنازہ پڑھا جائے۔

اور ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ صلوا علی اطفالکم فانھم من افراطکم بچوں پر بھی جنازہ پڑھا کرو۔ کہ وہ تمہارے میر سامان ہوں گے۔

صحیح بخاری ترجمۃ الباب میں حسن سے معلقاً اور کتاب الجنائز عبد الوہاب میں موصولاً مروی ہے۔ کہ یقرأ علی الطفل بفاتحۃ الکتاب ویقول اللھم اجعلہ لنا فرطاً وسلفاً واجراً اور طحاوی معانی الآثار جلد ۱ ص ۲۸۲ میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ادعوا لابویہ ان یجعلہ لھما فرطاً وسلفاً بچہ کے جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے لئے دعائے مغفرت کی جائے اور کہ اللہ پاک اسے ان کے لئے فرط بنائے۔ جامع سفیان میں ہے۔ کہ اللھم اجعلہ لنا سلفاً واجعلہ لنا فرطاً واجعلہ لنا اجراً (تلخیص حبیر) نیز سنن کبریٰ بیہقی میں ہے کہ اللھم اجعلہ لنا فرطاً وسلفاً واجراً (تلخیص) خدایا اسے اپنے ماں باپ کے لئے سلف اور فرط بنا دے۔

مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۶۳ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ والسقط یصلی علیہ ویدعی لوالدیہ بالعافیۃ والرحمۃ۔ در ابوداؤد ونسائی اور ابن ابی شیبہ اور سنن کبریٰ بیہقی جلد ۴ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ السقط یصلی علیہ ویدعی لوالدیہ بالمغفرۃ والرحمۃ اور جمع الفوائد میں بحوالہ رزین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یصلی علی السقط ویدعی لوالدیہ بالمغفرۃ والرحمۃ۔ بچہ کا جنازہ پڑھا جائے۔ مگر ہاں مغفرت اس کے

والدین کے لئے مطلوب ہوگی۔ اس کے لئے نہیں کہ وہ معصوم ہے ...

خط کشیدہ الفاظ پر نصب الرایہ میں ترمذی کتاب ... اعلام هم

کا حوالہ دیا ہے مگر تحقیق ان دونوں میں یہ الفاظ دستیاب نہیں ہوئے علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں مستغفری سے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی بچے کے جنازہ پر یہ دعاء پڑھا کرو کہ اللہم اجعلہ لابویہ سلفا واجعلہ لہما ذخرا و ... وثقل بہ ... والدیہ بہ الجنۃ انک علی کل شیء قدیر۔ فرمایا اس بچہ کو اپنے والدین کا فرط اور سلف بنا اور انہیں اس کی وجہ سے جنت عطا فرما۔ ابن ابی شیبہ میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بچے کے جنازہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ وہ معصوم ہے گناہ گار نہیں تاہم جنازہ اس سبب سے کہ شریعت کی ہدایت ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے اس کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر تو کوئی گناہ نہیں کہ مغفرت کی جائے ہاں ادعوا اللہ لوالدیہ ان یجعلہ لہما فرطا و اجرا و نحوہ اس کے والدین کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ پاک اسے ان کے لئے اجر کا باعث بنائے۔

اور ہدایہ میں ہے کہ ولا یستغفر للصبی ولکن یقول اللہم اجعلہ فرطا واجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا بچہ مرفوع القلم اور معصوم ہے۔ اس کا کوئی گناہ نہیں لہذا استغفار کی ضرورت نہیں

صا۲۱ د

مصنف صاحب نے ہدایہ محمدیہ میں ابو یعلی سے یا سند نقل فرمایا ہے کہ عن ابن ابی اوفی قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنہ ابراہیم خلفہ وکبر علیہ اربعا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ اٹھارہ ماہ کا ہو کر فوت ہوا آپ نے اس کا جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھایا

ہیں۔ جس جنازہ میں شامل تھا۔ اور بحوالہ ابن عساکر علی رضی اللہ عنہ کو بیان
وارد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہلایا اور کفنایا۔ اور لوگوں
کے ہمراہ سے اٹھا کر لے گئے اور دفن فرمایا۔

نیز وارد ہے۔ کہ آپ نے [illegible] استقبال قبلہ [illegible] تکبیر تحریمہ و دیگر تکبیرات
اور ناف تک ہاتھ اٹھا کر باندھے ہوں گے۔ اور سلام پھیر کر فارغ ہوئے
ایسے ہو گئے جو فرض نماز جنازہ ہے اگر یہ نہیں تو [illegible]
[illegible] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کا ان
[illegible]

[illegible]

عنہا سے مرفوعاً مروی ہے۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بابت اس باب میں کچھ بھی بیان نہیں ہوا۔ قیاس عرض کرتا ہوں کہ ہر ایک نبی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت اس کے بعد امتوں کو سوال ہوتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سب امتوں سے قیامت تک سوال ہوتا رہے گا اور ہیں جب سب نبوت کو ختم کر لی سوال نہیں ہوا اور وہ خود داخل ہوتے اور شیخ [illegible] بانی جا [illegible] ہیں کہ [illegible] سب نبوت سے غیر میں کوئی سوال نہیں ہوتا۔

شیخ بخاری پارہ اور فتح الباری پارہ میں بیان کیا ہے۔ حکیم ترمذی نے نوادر میں حدیث نبوی ان هذه الامة تبتلی فی قبورها کی بنا پر فرمایا ہے کہ سابقہ امتوں کو اپنے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت کوئی سوال نہیں ہوا اور ہمارا ابن قیم نے فرمایا ہے۔

فی الحدیث ما یقتضی ان سائر الامم [illegible] من [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم منه بکیفیة امتحانهم فی قبورهم لا انه نفی ذلك عن غیرهم [illegible] والذی یظهر ان کل نبی مع امته کذلك فتعذب کفارهم فی قبورهم بعد سوالهم واقامة الحجة علیهم کما یعذبون فی الآخرة بعد السوال [illegible]

۔ ابن قیم نے سابقہ امتوں سے قبر میں سوال ہونے کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی انکار نہیں فرمایا۔ انہیں بھی اپنے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت سوال ہوا جیسے اس امت کو نبی کی بابت قیامت تک سوال ہوگا۔

میرے خیال میں یہ مسلک بہت ٹھیک ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو کہ بخاری مسلم میں مروی ہے۔ کہ ایک یہودیہ عورت نے عذاب قبر کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے تا آنکہ اس عورت نے قبر کے
شر سے پناہ مانگی [illegible] جس کی رسول اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی
[illegible] سوال و جواب وغیرہ سب کچھ آپ نے [illegible]

در منثور میں [illegible] بحوالہ مسند امام احمد [illegible] مروی ہے کہ
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبر کی وحشت و تنگی اور وسعت کو [illegible]
سے تشبیہ دے کر ذکر فرمایا ہے۔ یہاں پر شہید کے جنازہ پر بھی ایک
بحث ہے جو کہ [illegible] دونوں تفصیل اور موجب طول ہے اس لئے میں
اسے چھوڑتا ہوں بالمختصر صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ ان کا جنازہ
نہیں تو ان کو غسل بھی [illegible] صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مرقوم ہے
کہ امر بغسلہم [illegible] یصل علیہم شہدائے احد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے غسل نہیں دیا اور ان کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں فرمائی

اور مسند امام احمد میں جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی قتلی احد لا تغسلوہم فان کل جرح
او کل دم یفوح مسکا یوم القیامۃ ولم یصل علیہم یعنی جنگ احد کے موقع
پر آپ نے فرمایا کہ ان شہیدوں کو نہ تو غسل دیا جائے۔ اور پھر ان
کی نماز جنازہ بھی آپ نے نہیں پڑھائی۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن
یہ [illegible] اسی طرح پر خون سے لتھڑے ہوئے حاضر ہوں گے۔ اور
[illegible] سے پڑھ کر [illegible] ہوئی بچہ کو غسل دیا گیا ہے تو جنازہ بھی ضرور
پڑھایا گیا ہے۔ [illegible] کی شرط کوئی روک تمام مروی نہیں۔ امام شافعی
[illegible]
[illegible] غسل دیا [illegible]
جنازہ [illegible] کیسے ہو سکتا ہے
[illegible] امام سے شروع ہو کر [illegible]

نہیں بلکہ قیامت تک باری باری ہیں اور رہیں گے۔

محرم فوت شدہ کی بابت صحاح ستہ میں نبوی ارشاد ہے [illegible] دیگر خوشبو سے اجتناب کیا جائے۔ اور اس کی [illegible] کیا جائے [illegible] دیگر سر ننگا رہنے دیا جائے۔ اس حدیث کے [illegible] بھی جنازہ کا حکم مذکور نہیں اور نہ یہ کہ آپ نے اس کا جنازہ پڑھا [illegible] اور نہ یہ کہ صحابہ کرام نے اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ اگر [illegible] نے یہ کہ جنازہ ضرور پڑھا گیا۔ نہ اس کا ثبوت اصل شریعت [illegible] [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] فرمائی ہے کہ [illegible] نہیں [illegible]

[illegible]

اختلاف ہے۔ اور ثبوت نہیں کہ اصل اسلام میں جنازہ [illegible] میں کہتا ہوں کہ امام شافعی سے بھی جنازہ ثابت ہے [illegible]

ف [illegible] وہ مراد ہے جو کہ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے تا تمام شہید ریاست کے [illegible] کی بابت ترمذی [illegible] [illegible] مغفرت ہوجاتی ہے جو کہ اللہ پاک کی ذات گرامی سے [illegible] عذاب قبر سے بھی بچایا جاتا ہے۔

[illegible] رسول اللہ صلعم [illegible] شہید کیوں عذاب قبر نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ [illegible] اس کے سر پر [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] ہے کہ جیسے غسل دیا جاتا ہے اس کا جنازہ بھی ضرور پڑھا جائیگا جیسے
[illegible] ہے۔

[illegible] شہادت تو اس کا جنازہ بھی ضرور [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا ہے تو جنازہ بھی
[illegible] منصوص ہے کہ [illegible]
[illegible] علیہ السلام [illegible] بعض
[illegible] ان کو غسل دیا جائیگا اور نماز
[illegible] جواب ہے کہ شریعت
[illegible] مضمون [illegible]
[illegible] بتانا [illegible]
[illegible] اس تفریق کا اصل باعث کیا ہے کہ
[illegible] جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ تفریق صاحب نبوت کا کام
[illegible] کوئی نص صریح بسند صحیح پیش نہ
[illegible] ہرگز درست نہیں۔

[illegible] کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
[illegible] ہوئی ہے تو نماز جنازہ بھی ضرور [illegible] ہوئی ہے کیسی
حدیث [illegible] کے خلاف ثابت نہیں بلکہ انبیائے کرام
[illegible] شرعیہ نماز جنازہ کا بیان ہیں کرآیا
[illegible] نے آخری زیارت پر
[illegible] نہیں لیا۔

[illegible] میں یہ باب تجویز فرمایا ہے کہ باب وجوب
[illegible] والصلوٰۃ والدفن حتیٰ یقوم بذالک
[illegible] اہل اسلام کا غسل کفن ہے اور نماز جنازہ

ور دفن لازم ہے اتنے مسلمانوں کا ہونا بھی ضروری ہے کہ یہ کام بخوبی انجام دیا جا سکے کہ یہ فرض کفایہ ہے حضور موصوف نے اس باب میں اپنی سند سے جو نبوی حدیث بیان فرمائی جسے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی سند سے بیان فرمایا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر اتنے حقوق ہیں جن میں ایک نماز جنازہ بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل میں [illegible] قتال میں شہید کئے گئے وہ اور کسی کو بھی خارج نہیں فرمایا بلکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس میں بدرجہ اول داخل ہیں کہ سب سے پہلا جنازہ اسلام میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوا ہے جسے سب صحابہ کے لئے بطور نمونہ [illegible] گیا ہے۔ رہا بچوں اور نبیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے جنازہ [illegible] اپنے لئے استغفار تو دستور ہے مگر ان کے لئے نہیں کہ [illegible] جیسے کہ میں بیان کر آیا ہوں۔

امام بخاری نے اپنی بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۲ پارہ ۵ میں فرمایا ہے کہ [illegible] اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کا نام نماز [illegible] ہے اور اس کے لئے وضو شرط ٹھہرایا ہے [illegible] کی موجودگی میں تیمم درست نہیں (وضو) [illegible] استقبال قبلہ کو بھی شرط ٹھہرایا [illegible] تکبیر تحریمہ بھی شرط [illegible]

ملہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلم شماری اور غزوۂ تبوک اور حجۃ الوداع اور وفات

ا۔ غزوۂ تبوک ۹ھ میں ہوئے اس میں ایک لاکھ کے قریب تعداد بتائی گئی ہے جیسے کہ مشکوٰۃ کے حاشیہ پر مرقوم ہے اور ۲۔ حج ۱۰ھ میں ہوا [illegible] [illegible] مثل [illegible] مسلم [illegible] بے شمار [illegible] کئے کہ انہوں نے [illegible] طرف گیا ہوتا ایک لاکھ چودہ ہزار [illegible] بتائی گئی ہے جیسے کہ [illegible] حاشیہ پر مرقوم ہے اور ۳۔ وفات کا موقع ہے جو کہ اس کے [illegible] مسلمان [illegible] تھے اس [illegible] سب کو خبر نہیں ہوئی تاہم جن کو معلوم ہوا وہ خود [illegible] ہوئے کہ [illegible] اسلامی [illegible] نہیں [illegible] جو کہ روایات میں آیا ہے [illegible] مسلم شماری کیلئے [illegible] [illegible]

مسجد نبوی اور حجرۂ نبویہ کی ابتدائی پیمائش

[illegible] جیسے کہ [illegible] ایک [illegible] اس کا عرض تھا جبکہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible]

[illegible]

نزدیک بھی کوئی اذان نہیں۔ مگر اس سے قبل جب اذان
ہوتا تھا، اس کی وجہ سے جو نماز قصر ہوئی۔ تو وہ سب سے قبل
سے اذان تھی۔ اب نزدیک تھے نہیں۔

جہاں امام موصوف نے نماز جنازہ کا قطعاً ذکر نہیں
کیا ہے ان کے نزدیک بھی کوئی تخصیص نہیں۔ اس طرح حافظ
ابن حجر نے [illegible] سے
مانعین کو [illegible] کی کوئی وجہ بیان فرمائی کسی کو
ثبوت [illegible] نماز جنازہ [illegible] نہیں فرمایا
اما [illegible] اس کا ذکر فرمایا ہے۔ [illegible]
[illegible] فرمایا۔

[illegible] خلاصہ شافعیہ
[illegible] خلاصہ شافعیہ [illegible]۔ چونکہ پرانے
بدعتی خیال اپنا رکھتا [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] کی
نماز [illegible] ٹھیک تعبیر کر دی ہے۔

آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ) کے نزول کے
بعد جو حجۃ الوداع ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ میں نازل ہوئی کوئی بات
نئی نازل نہیں ہوئی۔ اور یہ کام تو آپ کی وفات کے بعد ہوا ہے
تکمیل دین کے بعد جو کوئی نئی بات بھی ہے۔ وہ جزو دین
تو یہ بات کیسے دین میں داخل ہو سکتی ہے۔ اس لئے جو کچھ
ہو [illegible] وہ وہی ہوا ہے جو کہ تکمیل سے پیشتر ہے ہو چکا
جیسے [illegible] نے بیان کر دیا ہے۔ کوئی نئی بات قابل قبول نہیں
من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فھو رد۔ الحدیث رواہ البخاری
ومسلم ۔

بقیہ فہرست کتب

[illegible] مطلب بیان کیا گیا ہے [illegible] صفحات [illegible] تقطیع ۱۸×۲۲ قیمت [illegible]

القول المختار [illegible] النبی المختار [illegible] خصوصیت [illegible] تقطیع ۱۸×۲۲ [illegible]

۱۔ [illegible] من [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ القول [illegible] فی صلوٰۃ [illegible]
۴۔ [illegible] الزینۃ [illegible]
۵۔ [illegible]
۶۔ [illegible]
۷۔ [illegible]
۸۔ البیان [illegible]
۹۔ [illegible]
۱۰۔ [illegible]
۱۱۔ [illegible]
۱۲۔ [illegible]
۱۳۔ [illegible]
۱۴۔ [illegible]

۱۵۔ [illegible]
۱۶۔ [illegible]
۱۷۔ [illegible]
۱۸۔ [illegible]
۱۹۔ [illegible]
۲۰۔ [illegible]
۲۱۔ [illegible]
۲۲۔ [illegible]
۲۳۔ [illegible]
۲۴۔ [illegible]
۲۵۔ [illegible]
۲۶۔ [illegible]
۲۷۔ [illegible]

دیگر زیادات بعد میں ہوتی ہیں۔ آپ کے جنازہ پر یہ بھرپور تھی اور شاید کچھ نمازی باہر بھی ہوں گے۔ حاضری کی تعداد ابن وجیہ نے وکان المصلون ثلاثین الفاً تیس ہزار بتائی ہے جیسے کہ تلخیص کے حاشیہ پر بدر سے منقول ہے اس میں مرد اور عورتیں اور بچے مجموعی طور پر سب شمار ہیں مگر عورتیں اور بچے جماعت جنازہ میں شامل نہیں

جب پہلے آنیوالے مردوں سے مسجد بھر گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھا دیا اور آخری زیارت بھی انہیں کرا دی۔ اور جیسے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ اگر علی رضی اللہ عنہ نے بھی جنازہ پڑھایا ہے۔ تو یہ دوسرا جنازہ باجماعت ہوا پھر نعش مبارک کو اٹھا کر قبر پر رکھدیا گیا تاکہ جو لوگ رہ گئے ہوں وہ دس دس بلکہ ایک طرف سے داخل ہوں اور درود و سلام کے ساتھ زیارت کرتے ہوئے دوسری طرف سے نکلتے جائیں تاکہ جلد فراغت ہو سکے اور عورتوں اور بچوں کو بھی اسی طرح پر موقع دیا گیا۔

یہ صورت بہرحال بہتر ہے۔ اور اگر وہی صورت قرار دی جائے جو کہ مشہور ہے کہ دس دس ہو کر اندر داخل ہوں اور جنازہ پڑھ کر نکلتے جائیں اور ہر عشرہ کو پانچ پانچ منٹ دیئے جائیں تو ہر ایک کو آدھا آدھا منٹ ملا اگرچہ مجموعی طور پر ہر ایک کو پانچ پانچ منٹ دستیاب ہوئے۔ تاہم اس طرح تخمینہ

پر بتایا ہے تو وہ اس کی تلاوت اور تشہیر پر محمول ہے کہ بحمد اللہ تکمیل تو پوری ہو چکی جیسے کہ شاہ صاحب نے فوز کبیر میں ایسے نزول کو تلاوت پر محمول فرمایا ہے۔ اور آیت صافات میں او یزیدون او بمعنی بل واقع ہوئے کہ بل یزیدون جیسے کہ آیت نحل میں وما امر الساعۃ الا کلمح البصر او ہو اقرب بمعنی بل وارد ہوا ہے کہ بل ہو اقرب منہ اور آیت نجم میں فکان قاب قوسین او ادنی بمعنی بل ادنی منہ وارد ہوا ہے۔

ابوداؤد کی حدیث در سعۃ مسجد ہم پر مشکوۃ کے حاشیہ پر ابن حجرؒ سے یوں منقول ہے کہ وسعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر عمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر اسے وسیع فرما دیا تھا (اثری)

جزء لے تلخیص کے حاشیہ پر بدر سے منقول ہے کہ کانوا یدخلون من ہذا الباب فیصلون علیہ ثم یخرجون من الباب الآخر: اور وفاء الوفا ۳۹۴ جلد میں ہے کہ ثم ظفرت فی طبقات ابن سعد بالتصریح بان الحجرۃ الشریفۃ کان لہا بابان فانہ روی من طریق عن ابی عسیم قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا کیف نصلی علیہ قالوا ادخلوا من ذا الباب ارسالاً ارسالاً فصلوا علیہ واخرجوا من الباب الآخر۔ الحجرہ نبویہ کے دو دروازے تھے ایک سے داخل ہوتے دوسرے سے نکلتے تھے۔ یہ حدیث میں شرح وغیرہ بحوالہ مسند امام احمد درج کر آیا ہوں۔ (اثری)

مزار کی حاضری کی دس دن اور دس گھنٹے صرف ہوں گے۔ جو کہ کسی طرح پر بھی منطبق نہیں ہوں لہٰذا وہی صورت ٹھیک ہے جیسے میں نے پیش کیا ہے۔

سوال } بدایہ ص ۲۶۹ ج ۵ میں واقدی سے منقول ہے۔ کہ سوموار کو سورج ڈھلے منفردانہ جنازہ شروع ہو کر منگل سورج ڈھلے یعنے چوبیس گھنٹہ میں ختم ہوا

جواب } اتنی مخلوق اتنے تنگ وقت اور اتنی تنگ جگہ میں کیسے فارغ ہو سکتے ہیں۔ واقدی کا بیان غلط ہے۔ ہاں اگر باقاعدہ جنازہ کے بعد پھرتے ہوئے لوگوں کو صورت مذکور پر درود و اسلام اور زیارت کا موقع دیا گیا۔ تو ٹھیک ہے جیسے کہ میں نے عرض کر دیا ہے

خصائص نبوّت

امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ جلد ۷ ص ۳۶ سے ص ۷۶ تک کچھ نبویہ خاصوں کو بیان فرمایا ہے۔ جن میں کچھ تو ایسے ہیں جن کو سب علمائے بالاتفاق تسلیم نہیں کرتے اور کچھ ایسے ہیں جن میں امام صاحب کو ذہول ہوا ہے۔ جیسے کہ بلا ولی[۱] اور بلا گواہی[۲] اور بلا مہر[۳] نکاح کا جواز جس کا شرعی کوئی ثبوت نہیں دیا صرف عدم ذکر کو عدم وقوع پر محمول فرمایا ہے۔ اور یہ عدم ذکران کے خیال مطابق ہے۔ ورنہ صحیح مسلم میں تعز... کا ذکر ہے۔ اور سیرت ابن ہشام میں ولی اور مہر کا ذکر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زینب بنت جحش سے اُس کے بھائی ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہما نے چار صد درہم مہر ٹھہرایا اور ولی بن کر نکاح کر دیا تھا اور بعض ایسے ہیں جن کی تخصیص نبوت کی وجہ سے ہے تخصیت کی وجہ سے نہیں سب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اُس میں شامل ہیں